SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, January 31, 1988.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at 9.30 of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ
وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾ يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٠﴾
سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٢﴾ يٰمَعْشَرَ
الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا
تَنْتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٦﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۤءُ
فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, January 31, 1988.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at 9.30 of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۝٢٥ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝٢٦ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ
وَالْاِكْرَامِ ۝٢٧ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢٨ يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝٢٩ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٣٠
سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝٣١ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٣٢ يٰمَعْشَرَ
الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝٣٣ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٣٤ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ فَلَا
تَنْتَصِرٰنِ ۝٣٥ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٣٦ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۤءُ
فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ

ترجمہ :۔ سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے جتنے روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جاویں گے اور آپ کے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت اور احسان والی ہے باقی رہ جاوے گی سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ اسی سے سب آسمان اور زمین والے مانگتے ہیں۔ وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ اے جن و انس ہم عنقریب تمہارے لیے فارغ ہو جاتے ہیں سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ اے گروہ جن اور انسانوں کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو نکلو۔ بدوں زور کے نہیں نکل سکتے۔ سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔

LEVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب غلام فاروق صاحب نے ضروری کام کی وجہ سے ایران سے ۳۱ جنوری کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب قاضی حسین احمد صاحب اپنی مصروفیات کی بنا پر اجلاس میں ۸ تا ۲۸ جنوری شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب سرتاج عزیز صاحب نے بھی جن کو پرائم منسٹر کے ساتھ نوشہرہ جانا پڑا، اطلاع دی ہے کہ وہ ایوان میں حاضر نہیں ہو سکیں گے ۔

OBITUARY REFERENCE

Mr. Chairman : It is with a deep sense of profound grief that I have to inform the House of the sad demise of one of our distinguished Members Senator Muhammad Ahmed Mirza who breathed his last in Karachi on January 29 after a protracted illness (انا للہ وانا الیہ راجعون)

The late Muhammad Ahmed Mirza was a distinguished worker of Pakistan Movement. After independence he held prominent posts including membership of the *Majlis-e-Shoora*, Vice Chairman of the Pakistan Bar Council, Principal of the University Law College of Baluchistan, President of the Baluchistan Bar Association and Advocate-General of Baluchistan Province twice and General Secretary of the *Anjuman-e-Islamia* for many years. Inspite of poor health the late Muhammad Ahmed Mirza made significant contribution as a Member of the Senate of Pakistan and I hope the House will cherish his memory for years to come. I pray to Almighty Allah to shower His blessing on the departed soul and grant the members of the breaved family the strength and fortitude to bear the tragic loss. May I request the Members of the Senate to offer *Fateha* for the late Muhammad Ahmed Mirza. Senator Mir Dad Khel please lead the *Fateha Khwani.*

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: اس پر ہم کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ بھی کریں۔ اس کے بعد میرے خیال میں ریزولیوشن آرہا ہے۔ اس پر بات کریں۔ پہلے دعائے مغفرت ہو جائے:

(جناب عبدالرحیم میرداد خیل نے دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی کی)

جناب وسیم سجاد: جناب والا! ایک قرارداد جناب کی اجازت سے پیش کرنا چاہونگا۔ سینیٹ کا یہ اجلاس صوبہ بلوچستان سے معزز سینیٹر محمد احمد مرزا کی وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم سینیٹر سینیٹ کے ایک ممتاز رکن تھے اور ان کی سیاسی بصیرت کا ہر شخص معترف ہے۔ وہ ایک سماجی کارکن تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی اپنی قوم کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر دی تھی۔ جناب محمد احمد مرزا ایک مشہور مسلم لیگی اور تحریک پاکستان کے رکن ہونے کے علاوہ مجلس شوریٰ کے بھی رکن رہے ہیں۔ ان کی وفات سے سینیٹ، ملک اور قوم کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ سینیٹ کے تمام اراکین اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز اس قرارداد کی نقل مرحوم کے پسماندگان کو ارسال کی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب بلوچ صاحب۔

جناب محمد اسحاق بلوچ: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج صبح نوائے وقت میں ایک تصویر دیکھی تھی اس پر لکھا تھا ناکام سینیٹر جاوید جبار۔ جبکہ وہ کامیاب سینیٹر ہیں۔ پریس توجہ کرے۔

جناب چیئرمین: ابھی تو اس کا موقع نہیں ہے۔ اس ریزولیوشن پر اگر کوئی اور صاحب بولنا چاہیں... جی جناب میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! ہمارے دیرینہ ساتھی تین سال سینیٹ میں رہے۔ وہ آج اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ ہر انسان نے اس فانی دنیا سے جاتا ہے خواہ وہ بچہ ہو، بوڑھا ہو یا جوان ہو اس بے وفا دنیا میں رہتے ہوئے آخرت میں کام آنے والی چیز انسان کے اعمال ہیں اور اس کا کردار ہے۔

جناب چیئرمین! مرزا محمد احمد نہ صرف پاکستانی شہری تھے بلکہ بلوچستان کی سرزمین میں انہوں ساری زندگی گزاری۔ وہ ممتاز قانون دان بھی تھے۔ انہوں نے اعلیٰ پیمانے پر قانون کی بالادستی قائم رکھتے ہوئے بہت اچھے اچھے فیصلے بھی صادر کیے۔ ان کی خدمات کے صلے میں وہ کئی عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ اپنی قابلیت کے مطابق مارشل لاء کے دور میں وفاقی کونسل مجلس شوریٰ کے رکن بھی بنے۔ اس کے بعد وہ جمہوری دور کے آنے پر سینیٹ میں رکن منتخب ہوئے اور ٹیکنوکریٹ کی سیٹ پر انہوں نے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیے۔ یہ بات ان کے کردار اور شخصیت کی غمازی کرتی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ مجھے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ میں نے تھوڑی بہت خدمت بھی ان کی کی ہے۔ جب وہ بیمار ہوتے تھے تو ان کو لانے اور لے جانے کی بھی کچھ سعادت مجھے حاصل ہوتی تھی اس کے ساتھ ہی مجھے افسوس ہے کہ وہ بزرگ ہستی جو میرے لئے دعا کرتی تھی میں اب اس دعا سے بھی محروم ہو گیا ہوں۔ لیکن یہ فیصلے زمین پر نہیں عرش الٰہی پر ہوتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب حسین بخش بنگلزئی صاحب۔

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین صاحب! آپ کے حوالے سے اس معزز ہاؤس میں جناب مرزا محمد احمد صاحب کی موت کی جو خبر موصول ہوئی ہے اس پر ہمیں دلی رنج ہوا ہے۔ جناب مرزا محمد احمد صاحب کی زندگی کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ جدوجہد

[Mir Hussain Bakhsh Bangulzai]

سے عبارت تھی انہوں نے اپنی زندگی کو جدوجہد کے ذریعے بنایا تھا۔ وہ ایک سیلف میڈ آدمی تھے، وہ محنت میں یقین رکھتے تھے اور قانون کے پیشے کو بلوچستان کے اندر متعارف کرانے میں اس شخص کی بڑی گرانقدر خدمات ہیں، اور ان کا بہت بڑا رول ہے، قانون جیسے جیسے ہمارے "اے" ایریا اور "بی" ایریا میں منقسم ہو کر رواج پائے گا تو مرزا محمد احمد صاحب کا نام تاریخ کے اس چیپٹر میں، تاریخ کے اس باب میں ایک روشن ستارے کی حیثیت سے برقرار رہے گا۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب کے ذات والا صفات میں بہت ساری خصوصیات تھیں، خاص طور پر ان کو اپنے فرض کی ادائیگی کا بہت زیادہ احساس رہتا تھا، سینیٹ کا ممبر بننے کے بعد جب وہ شخص اپنی بیماری کے باوجود، علالت کے باوجود، کمزوری کے باوجود، سینیٹ کا اجلاس attend کرنے آتے تھے تو ایک دو دفعہ ہم نے کہا بھی کہ جناب مرزا صاحب آپ آرام فرمائیں تو ان کے یہ الفاظ کم از کم مجھے کبھی بھی نہیں بھول سکتے کہ بھئی میں ایک فرض لے کر یہاں آیا ہوں اور فرض کو نبھانا آخری دم تک میرا فرض رہے گا۔ اور آخری دم تک انہوں نے اپنے فرض کو نبھایا اور جب آخری دن سینیٹ کے اجلاس سے وہ نکل کر بلوچستان ہاؤس تشریف لے جا رہے تھے تو اس وقت بھی یہ سعادت مندی مجھے بھی حاصل ہوئی کہ میں نے ان کو گاڑی پر بیٹھایا اور وہاں پر گاڑی سے اتارا بھی، یہ سعادت مجھے خدا نے عطا کی ہے یہ ان کے ساتھ میری آخری ملاقات تھی پھر اسی دن وہ کراچی شفٹ ہو گئے اور آخر کار ان کی موت کی خبر ہم نے سُنی۔ اِن جیسی معزز ہستی کو اپنے معاشرے سے miss کرتے ہوئے اپنے معاشرے سے غائب ہوتے ہوئے، اپنے معاشرے سے جدا ہوتے ہوئے یقیناً بڑا دکھ ہوتا ہے۔ خدا انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور میری یہ دعا ہے کہ اس جیسے قابل، اس جیسے باشعور، اس جیسے شریف لوگوں کو خدا ہمت دے، توفیق دے کہ وہ اس ہاؤس کے ممبر بنیں

اور اپنے فرض کے ساتھ وہی خلوص اور وہی رابطہ رکھیں جو مرزا محمد احمد صاحب رکھتے تھے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس شخص کی تمام زندگی کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں اور جناب وسیم سجاد صاحب کی اس تحریک کی مکمل حمایت کرتا ہوں، شکریہ!

جناب چیئرمین: جناب سید فضل آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ! محترم چیئرمین صاحب! مرزا صاحب کی موت کی خبر سن کر واقعی اہلِ بلوچستان اور اس ہاؤس کے معزز ممبران کو ضرور صدمہ ہوا ہوگا اور مجھے ذاتی طور پر دلی صدمہ ہوا ہے۔ اس لئے کہ partition کے بعد سے مرزا صاحب کا جو رول بلوچستان میں رہا ہے خصوصاً انصاف اور عدلیہ کے شعبے میں، بلوچستان کے تمام باشندے اس بات پر متفق ہیں مرزا صاحب بلوچستان کی سرزمین کے خیر خواہ تھے اور وہاں کے لوگوں کی جہالت کو ختم کرنے اور litaracy ریٹ کو بہتر بنانے کے لئے مرزا صاحب کی کافی contribution ہیں اور ان کا کردار اس میں بہت زبردست رہا ہے اسی لئے انجمن اسلامیہ کے وہ ممبر بھی تھے اور جنرل سیکرٹری بھی تھے۔ اور وہاں کے تعلیمی اداروں میں، اسلامیہ ہائی سکول اور مختلف ہسپتالوں جیسے ادارے سرِفہرست ہیں چونکہ تعلیم اور صحت کے لحاظ سے بلوچستان کے لوگ غریب اور پسماندہ تھے۔ آپ نے زیادہ خیال انہی دو اداروں کا رکھا ہے۔ اور وہاں تعلیم کی جو روشنی نکلی ہے وہ ان کی بدولت ہے۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب عدلیہ اور انصاف میں بطور وکیل بھی کامیاب تھے بلوچستان کے تمام لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ مرزا صاحب ایک مخلص اور ایماندار شخص تھے اور انہوں نے واقعی انصاف سے انصاف برتا اور اپنی پوری زندگی اس طرح گزاری۔ مرزا صاحب حلال روزی کمانے پر یقین رکھتے تھے اور ان کی تمام زندگی بلاشبہ زندگی کے تمام شکوک سے اور اس قسم کی باتوں سے بالاتر رہی ہے۔ کوئی

[Engr. Syed Muhammad Fazal Agha]

بھی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی پوری زندگی میں خدانخواستہ کوئی ایسی حرکت کی ہو جو اس معاشرے میں عام کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب ایک خدا پرست انسان بھی تھے اور باقی ساتھیوں کی طرح مجھے یہ سعادت نصیب ہے کہ مرزا صاحب کے ساتھ ۱۹۷۹ میں پہلی مرتبہ حج پر جانے کے بعد میں نے ان کی قربت میں دو اڑھائی مہینے رہنے کے بعد یہ محسوس کیا کہ مرزا صاحب عمر کے لحاظ سے بھی ایک محترم اور عزیز دوست تھے ایک شفیق والد کی طرح بھی ان کی مہربانیاں ہمارے ساتھ تھیں تو مرزا صاحب میں جو خوبیاں تھیں، میری دعا ہے کہ ہر پاکستانی میں اس قسم کی خوبیاں خدا اجاگر کرے تاکہ ہم قوم اور معاشرے کی خدمت کر سکیں، اس موقع پر جناب ہم مرزا صاحب کے لئے خدا سے دست بدعا ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان جیسے اشخاص کو خدا اس معاشرے میں اجاگر کرے اور ان کا کردار اور کریکٹر اور انسانوں کو بھی عطا کرے، شکریہ!

جناب چیئرمین: قاضی عبداللطیف۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! مرزا صاحب ہمارے پرانے ساتھی تھے، رفاقت کے حقوق ہوتے ہیں جو موت کے بعد کام آتے ہیں۔ حدیث مبارک میں آتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میت کی مثال ایسی ہوتی ہے کہ جیسے کالغریق المتحوص کہ جس طریقے سے کسی انسان کو تیرنا نہ آتا ہو اور بڑے پانی کے اندر اس کو ڈال دیا جائے تو وہ مدد کا منتظر ہوتا ہے فرمایا کہ متوفی بھی انتظار کرتا ہے دعاؤں کی کہ جو اسے پہنچ جاتی ہیں باپ کی طرف، بیٹے کی طرف سے، کسی دوست کی طرف سے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو اس تکلیف سے نجات دلا دیتا ہے اور اسے بتلا دیا جاتا ہے کہ یہ دعا آپ کی، آپ کے والد یا آپ کے بھائی یا آپ کے دوست کی طرف سے آپ کو پہنچی ہے، موت کے بعد انسان کو توقعات ہوتی ہیں وہ

باقیات الصالحات میں سے ہوتی ہیں کہ جو نیک دوست ہو، نیک اولاد ہو، ان کی جانب سے جو دعائیں اس کو پہنچتی ہیں اس سے اس کے درجات بلند ہوتے ہیں، موت کے بعد کی دنیا کا آپ کو اور ہم کو علم نہیں ہے۔ اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے روایات سے واضح کیا ہے کہ اس کے بعد جو زندگی ہے یہ عالم برزخ کی زندگی ہے اور یہاں کی شعاعیں وہاں پر پڑتی ہیں اور یہاں کے اعمال سارے کے سارے ہمارے سامنے آجاتے ہیں اس کے بعد تیسری زندگی ہے حشر کی کہ جس کے بعد ۔ آج کل تو یہ مسئلہ کوئی چھپا ہوا نہیں رہا، جس طریقے سے ٹی۔ وی کے اندر ہمارا اٹھنا بیٹھنا سارے کا سارا آجاتا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا آپ کا اٹھنا بیٹھنا بولنا یہ سارے کا سارا ریکارڈ ہے اور وہ آپ کے سامنے آجائے گا۔ آج کی سائنس کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہوا کی لہروں کے اندر افلاطون اور سقراط اور بقراط کی آوازوں کو تلاش کر رہے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ ہماری زبان سے نکلتا ہے وہ لکھا جا رہا ہے اور وہ ریکارڈ ہو رہا ہے اور موت کے بعد وہ سب کچھ سامنے آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرزا صاحب کو غریق رحمت کرے وہ ہمارے پرانے ساتھی تھے ان کا ہم پر حق ہے کہ ہم ان کے لئے دعائیں کریں اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرے اور ان کے پسماندگان کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے، اور ہمارا خاتمہ اللہ تعالیٰ ایمان پر فرمائے اور جتنے ہمارے والدین یا مرحومین چلے گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ آمین۔

جناب چیئرمین: آمین، جناب قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! قاری صاحب نے اس اجلاس کے آغاز پر بالکل بر موقع تلاوت فرمائی تھی کہ اس دنیا میں جو بھی آیا ہے ہر متنفس نے یہاں سے جانا ہے اور ہمارا یہ ایمان ہے، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہمیں اپنے رب کے سامنے اس مہلت کا جو یہاں ہمیں ملی ہے اس دنیا میں اور ان وسائل ان اختیارات اور ان صلاحیتوں کا جو اللہ تعالیٰ

[Qazi Hussain Ahmad]

نے ہمیں دی ہیں جواب دینا ہے ، مرزا محمد احمد صاحب بالکل میرے پیچھے والی نشست پر بیٹھے تھے۔ اور ان کے پاس سے ہو کر میں آتا تھا ان کی یہ خصوصیت مجھے کبھی نہیں بھولے گی کہ وہ سب سے پہلے بر وقت آ کر یہاں بیٹھ جاتے تھے اپنی کمزور صحت کے باوجود اور اپنی بیماری کے باوجود ان کے چہرے پر ہمیشہ ایک مشفقانہ مسکراہٹ رہتی تھی اور ہمیشہ وہ شفقت کے ایک دو بول ہر اس شخص کے سامنے کہہ دیتے تھے جو بھی ان سے ملتا تھا ان کی یہ یاد داشت ہمارے دلوں پر نقش ہے اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کی مغفرت فرمائے۔ موت کا جو واقعہ ہے اور اس کا جو موقع ہے یہ دو چیزوں کی طرف ہمیں متوجہ کرتا ہے اور اس میں دو باتیں ضروری ہوتی ہیں فاتحہ کے موقع پر ایک مرنے والے کی بھلائیوں اور اچھائیوں کو یاد کرنا اور اللہ سے اس کی مغفرت کی دعا کرنا اور دوسری بات پسماندگان کے لئے ہے وہ بھی ہے ایک بار پھر یہ بات تازہ ہو کر ان کے سامنے آ جاتی ہے جس طریقے سے یہ ہمارے بھائی گئے ہیں اسی طریقے سے ہم سب نے جانا ہے۔ چھوٹی چھوٹی مصلحتوں کی خاطر عارضی مفادات کی خاطر یہاں عدل اور انصاف کے تقاضوں کو روند ڈالنا یہاں اصولوں کو پامال کرنا اس کا بالآخر انجام برا ہے اور اپنے رب کے سامنے بھی ہمیں اپنے تمام اعمال کا حساب دینا ہے یہ ایک ایسا ادارہ ہے جس میں ہمیں محض رسماً اپنے ایک گذرے ہوئے ساتھی کی کچھ بھلائیوں کا ذکر کر کے بھول نہیں جانا چاہیے کہ ہمیں بھی اس راستے میں سے گزرنا ہے۔ موت کی وادی میں سے گذر کر ہی اپنے رب سے ملاقات ہوتی ہے اور یہ مزہ ہر ایک نے چکھنا ہے "کل نفس ذائقۃ الموت" ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور ایک ایسا وقت آنے والا ہے جس وقت ہر متنفس اپنا نامہ اعمال دیکھ کر کہے گا یہ کیسی کتاب ہے جس میں کوئی چھوٹی یا بڑی بات چھپی ہوئی نہیں ہے ہر چیز کا اس نے احاطہ کر لیا ہے۔ وہ کتاب جس کی طرف قاضی عبداللطیف صاحب نے اشارہ

کیا ہے آج کی دنیا میں کمپیوٹر کے لحاظ سے پوری ہسٹری سامنے آجاتی ہے ایک دم آنا" فانا" اللہ کے سامنے جو کتاب ہے اس میں ہر چیز چھوٹی یا بڑی لکھی جاتی ہے میں اس پورے ایوان سے اپنے بھائیوں سے کوئی تیز اور تلخ بات کہنے کا یہ موقع نہیں ہے لیکن ان سے میں یہ گزارش کرونگا کہ وہ اپنے رویے پر ذرا نظر ثانی کریں کہ وہ کس کس طریقے سے اللہ کے احکام ۔ شریعت نفاذ میں اپنی چھوٹی چھوٹی دنیاوی مصلحتوں اور مفادات کی خاطر رکاوٹ بن رہے ہیں ۔ اپنی اٹی ٹیوڈ پر نظر ثانی کریں اور اس دن کے لئے تیاری کریں جس دن ہم نے اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہے ۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ہماری جو مغفرت کی دعا ہے اور مرحوم کے بارے میں ہمارے جو احساسات ہیں یہ ان کے پسماندگان تک پہنچا دیئے جائیں شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ ! جناب پروفیسر خورشید صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین ! میں بھی اس موقع پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرنا اور اپنے جدا ہونے والے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! مجھے ان سے ملنے کا شرف ان کے سینیٹ میں آنے کے بعد حاصل ہوا اس سے پہلے بحیثیت ایک ماہر تعلیم کے اور خصوصیت سے بلوچستان میں قانون کی تعلیم کو رواج دینے والی شخصیت کے اعتبار سے میں نے ان کا ذکر سنا تھا لیکن مجھے ان سے ملنے کا موقع مرحوم کے سینیٹ میں آنے کے بعد حاصل ہوا میں نے انہیں ایک بڑا شریف بزرگ اور پاکستان سے سچی محبت کرنے والا ، اسلام سے گہرا لگاؤ رکھنے والا اور اس ملک میں شریعت کی بالا دستی کو عملاً دیکھنے والا شخص پایا ۔ ان کی شفقت اور محبت سے میں بے حد متاثر تھا ، اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی موت سے یہ ایوان ایک نہایت قیمتی ساتھی سے محروم ہو گیا ہے ۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے انہیں جنت کے اعلیٰ ترین درجوں میں جگہ دے

[Prof. Khurshid Ahmed]

ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو پاکستان اور اسلام سے سچی محبت اور زندگی کے ان مقاصد کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ۔ نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: جناب چیئرمین صاحب! مرزا صاحب سے میری پہلی ملاقات ۱۹۴۰ میں ہوئی تھی وہ برانس کے قتل کے کیس میں شیر جان کے وکیل دفاع تھے اور میں شیر جان کا defence witness تھا مقدمہ فورٹ سنڈیمن میں ہوا۔ اس کے بعد میں ۴۷ سے ۴۹ تک کوئٹہ میں سٹی مجسٹریٹ رہا تو دن میں دو تین مرتبہ میں کیس کے سلسلے میں ان سے ملتا رہتا تھا مرزا صاحب علم کے ساتھ حلم، عقل اور بصیرت کے مالک تھے میں جب بھی آتا تھا تو کافی محظوظ ہوتا تھا وہ اپنے کیس کو ایمانداری اور اچھے طریقے سے پیش کیا کرتے تھے اس کے بعد جب وہ سینیٹ میں آئے تو اس حالت میں آئے کہ بیماری نے ان کو کافی دبوچ لیا تھا۔ کمزوری کے باوجود بھی نہ تو اپنے فرائض منصبی سے غافل رہے اور نہ غیر حاضر رہے۔ انسان موت کے لئے پیدا ہوتا ہے جب بچہ پیدا ہوتا ہے وہ ایک آرزو لیکر بڑا ہوتا ہے اور آرزو لیکر دار فانی سے کوچ کر جاتا ہے زندوں کے لئے صرف دو چیزیں ہوتی ہیں ایک اس کے متعلق اچھے یا برے تاثرات۔ دوسرا انسان کی آنکھیں کھولنے والا واقعہ کہ دوسرا انسان یہ سمجھے کہ میں نے بھی آج بالکل اس راستے پر گامزن ہونا ہے۔ اگر انسان میں تھوڑی سی عقل و بصیرت ہو تو آئندہ زندگی کے لئے تیاری کرتا ہے۔ آئندہ کی زندگی میں ماسوائے اچھے کاموں، عدل و انصاف اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کے کوئی چیز اس کی گلو خلاصی نہیں کرا سکتی۔ مجھے بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اتفاق ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور اس کے پسماندگان جو چھوٹے ہیں ان کو اللہ صبر جمیل عطا کرے۔ ماشاء اللہ ان کا ایک لڑکا ہائیکورٹ کا

جج ہے۔ انہوں نے اپنی خدمات کی وجہ سے اچھا مقام پیدا کیا ہے اور ہم ہمیشہ انہیں یاد کرتے رہیں گے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب شہزادہ صاحب۔

مجاہد برہان الدین خان: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں پہلی دفعہ مجلس شوریٰ میں مرزا صاحب سے ملا اور اس کے بعد سینیٹ میں ہم ملتے رہے۔ وہ نہایت ہی شریف النفس انسان تھے، میں ہمیشہ ان کے پاس بڑے احترام کے ساتھ جاتا تھا اور وہ مجھ سے ملنے کے لئے جب کبھی آتے تھے، تو بڑی محبت سے ملتے تھے۔ میں ہمیشہ ان کو پہلے سلام کرنے کے لئے جاتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ جب کبھی میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرے دل کو بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ایسے موقع پر مجھے بھی ویسی ہی خوشی حاصل ہوتی تھی، کیونکہ وہ بزرگ ہستی تھے۔ وہ نہایت ہی شریف النفس انسان تھے میں ان کے لئے ہمیشہ دعا کرونگا کہ اللہ تعالیٰ ان جیسی شرافت ہمیں بھی نصیب کرے۔

جناب والا! ہم سب نے مرنا ہے، جو انسان بھی پیدا ہوا ہے وہ ضرور مرے گا اور سب نے مرنے کے بعد پھر اپنے حقیقی بادشاہ کے سامنے جانا ہے۔ اسی لئے میں اپنے تمام بھائیوں سے مؤدبانہ عرض کرونگا کہ خدا کے لئے اسلامی نظام کے قیام کے سلسلے میں کوئی صاحب بھی مخالفت نہ کرے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں پھر وسیم سجاد صاحب کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور میری یہ درخواست ہے کہ ہمارے یہ جو خیالات ہیں یہ ان کے ورثاء تک پہنچائے جائیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

Mr. Chairman : Thanks Soomro Sahib, I think, you would like to say something.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, I join my colleagues in offering our condolence for our ex-colleague, late Mirza Mohammad Ahmed. I knew the gentleman since a very long time as he belonged to our profession of law. He was a very able and competent lawyer who, later on, was promoted as the Advocate General for Baluchistan in which capacity he has proved his mark. His departure was something which is unavoidable and all of us have to face the same but I would pay great respect to him and join my other colleagues in offering condolence to the gentleman. Thank you, Sir.

جناب چیئرمین : شکریہ ! مجھے یقین ہے کہ وسیم سجاد صاحب کی جو تعزیتی قرار داد ہے اس سے سب حضرات کو اتفاق ہے میں ایک دفعہ پھر اللہ تعالیٰ سے مرحوم کے لئے جنت الفردوس کی دعا کرتا ہوں اور ان کے پسماندگان کے لئے صبرِ جمیل کی دعا کرتا ہوں ۔ اس قرار داد کی نقل جو متفقہ طور پہ اس ہاؤس نے پاس کی ہے ، آج کے اجلاس کی کارروائی کے ساتھ ہی ان کے پسماندگان کو بھیج دی جائے گی ۔ شکریہ !

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب چیئرمین : اب تحریکِ التوا لیتے ہیں ۔ جناب میرداد خیل صاحب تحریک نمبر ۱۸۶

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب والا ! اسے میں واپس لیتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے آپ اسے واپس لے رہے ہیں ۔ شکریہ ! اگلی تحریک مولانا کوثر نیازی صاحب کے نام پر ہے ۔

"On the refusal to grant NOCs to 150 persons belonging to Medical Profession to work in a Saudi Hospital".

i) Re : REFUSAL TO GRANT NOCs TO 150 PERSONS TO WORK IN A SAUDI HOSPITAL

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین، میری تحریک کا متن یہ ہے کہ اسلام آباد کے انگریزی اخبار "مسلم" کی اطلاع کے مطابق سعودی عرب کی حکومت نے جن ایک سو پچاس سے اوپر کی تعداد میں پاکستانی ڈاکٹروں کو جاب کے لئے سلیکٹ کیا تھا انہیں وزارت صحت نے این او سی دینے سے انکار کر دیا ہے حالانکہ یہ ڈاکٹر سرکاری ملازمت سے مستعفی بھی ہو چکے ہیں۔ اس کی وجہ سے جہاں پاکستان کے قابل فرزندوں کو بیرون ملک ملازمت کے مواقع سے محروم کیا جا رہا ہے وہاں ملک زرمبادلہ کی ایک اچھی خاصی مقدار سے بھی محروم ہوگا۔ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر میں تحریک کرتا ہوں کہ اسے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman : Is it being opposed? Aheer Sahib.

ملک نسیم احمد آہیر: جناب چیئرمین! اس وقت وزیر صحت یہاں موجود نہیں ہیں مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ موشن ان تک پہنچی بھی ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین: پہنچی تو ضرور ہوگی کیونکہ بہت عرصہ سے یہ چلی آرہی ہے۔

ملک نسیم احمد آہیر: جناب والا! اس وقت میرے پاس کوئی بریف تو نہیں ہے لیکن حکومت کی طرف سے میں اسے اپوز کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بادل نخواستہ کچھ اپوزیشن ہے لیکن آپ وضاحت فرما دیں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! میں یہ گذارش کرونگا کہ حقائق جانے بغیر کیس کی ابجد سے عدم واقفیت کے باوجود، حکومت اس تحریک کی مخالفت کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ اس کا علاج یہ ہے کہ اسے مؤخر کر لیتے ہیں اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! میں جاننا چاہوں گا کہ میرے فاضل وزیر جو ہیں، وہ حقائق کے بغیر کیسے مخالفت کر رہے ہیں۔

ملک نسیم احمد آہیر: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ چونکہ مجھے اخباری باتوں پر بالکل زیادہ اعتماد نہیں ہے۔ اگر آپ کی بات مان لی جائے تو آج کے اخبار میں سرفہرست بی بی سی کے نمائندے کے حوالے سے خبر چھپی ہوئی ہے کہ جب صدر مملکت چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے تو مولانا کوثر نیازی ان کے بہت قریب تھے اور جب سے انہوں نے سول حکومت قائم کی ہے تو یہ ان کے مخالف ہو گئے ہیں، اس لئے میں کیسے یہ مان لوں کہ ان جیسا جمہوریت پسند اور اصول پسند ایسی حرکت کر سکتا ہے۔ اس لئے میں اخباری نمائندوں کی باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! میرا خیال ہے کہ مجھے فاضل وزیر کو اردو سکھانا پڑے گی جو وزیر تعلیم بھی رہ چکے ہیں۔ اگر وہ اخبار آپ کے پاس یہاں ہو تو میں اسے پڑھ کر سناؤں اور انہیں بتاؤں کہ اس میں یہ لکھا ہے۔ اور اگر انہوں نے بی بی سی خود سنا ہو اور جو ہم نے خود سنا ہے، اس لئے ہم ان سے یہ گذارش کریں گے کہ اس میں یہ لکھا ہے کہ پیر پگارا اور کوثر نیازی، صدر صاحب کے قریب رہے ہیں لیکن جب سے سول حکومت بنی ہے وہ ان سے دور ہو گئے ہیں۔ اس لئے دور نہیں ہوئے کہ سول حکومت انہوں نے قائم کی۔ مخالفت کے یہ اسباب نہیں ہیں بلکہ اس لئے مخالف ہوئے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ سول حکومت کے راستے میں روڑے اٹکائے جاتے رہے ہیں لیکن بہرحال اس کا تو اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

جناب چیئرمین: یہ جملہ معترضہ تھا، آپ اپنی تحریک پر بات کریں۔

مولانا کوثر نیازی: ان کا یہ بیان کہ اخبارات میں آنے والی کسی بات کو وہ نہیں ملتے....

جناب چیئرمین: وہ جملہ معترضہ سمجھیں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! یہ ان کی مخالفت کی بیس ہے۔ صحافت پر اتنا sweeping remark دینا کہ صحافت جو ہے یہ ناقابلِ اعتبار ہے......

جناب نسیم احمد آہیر: نہیں جناب، اس کے آگے میں اور بھی عرض کرونگا کہ

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آہیر صاحب، آپ ان کو بات کرنے دیں پھر بعد میں وضاحت ہو سکتی ہے۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! صحافت ایک اہم ذریعہ معلومات ہے اور یہی دنیا بھر میں سمجھا جاتا ہے کہ جب کسی خبر کی تردید نہیں ہوتی اور خاص طور پر جب کوئی خبر حکومت کے ایک اہم محکمہ سے متعلق ہو تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ خبر صحیح ہوگی اور وزیر صاحب اس کی تردید اس لئے نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ کے فضل سے ان کو کچھ معلومات ہی نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ ۱۵۰ سے اوپر ڈاکٹر سعودی عرب کی گورنمنٹ نے چُنے تھے، انہیں محکمہ نے یہ کہا کہ آپ لوگ مستعفی ہو جائیں تب ہم آپ کو این او سی جاری کریں گے، وہ مستعفی بھی ہو گئے، یہ شرط بھی انہوں نے پوری کر دی لیکن ان کو این او سی جاری ہی نہیں ہوئے حالانکہ جو ہمارے لوگ باہر کام کر رہے ہیں وہ واپس آ رہے ہیں، ہمارے زرمبادلہ میں کمی آ رہی ہے اور یہاں ڈاکٹروں کو جابز نہیں دی جا رہی ہیں، ڈاکٹر اتنی بہتات میں ہیں کہ وہ بے چارے جابز کو ترستے ہیں نہ حکومت انہیں یہاں ملازمت دینے کو تیار ہے اور نہ بیرون ملک اگر ان کی طلب ہوتی ہے تو وہاں جانے کے لئے انہیں این او سی دیتی ہے۔ زرمبادلہ کا یہ الگ زیاں ہے اس میں red tapism حکومت کا اور واضح ہے کہ کتنے عرصے سے وہ دھکے کھا رہے ہیں اور کوئی ان کی شنوائی نہیں ہو

[Maulana Kausar Niazi]

ہے ۔ اس لئے جناب والا! میں گذارش کرونگا کہ مسئلہ کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کو
ٹ کیا جائے ۔

جناب چیئرمین: جناب آہیر صاحب ۔

ملک نسیم احمد آہیر: جناب والا! میری اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ مجھے حقائق
کے لئے تھوڑا سا موقع دے دیں چونکہ یہ جو بات مولانا صاحب نے اٹھائی ہے
ے پتہ کی بات ہے ۔ اگر واقعی ایسی بات ہوئی ہے تو وہ لوگ جنہوں نے اس قسم کی
کی ہے وہ قابلِ پرسش ہیں ۔ اور ان سے یہ بات پوچھی جائے گی کہ انہوں نے
رکت کیوں کی ہے ۔ اگر آپ اسے مؤخر کر دیں تو میں آپ کا ممنون ہوں گا ۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! اگر وہ مخالفت نہ کرتے تو بہتر ہوتا ۔

ملک نسیم احمد آہیر: جناب والا! مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ بات ایسے ہو سکتی ہے ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو اسے مؤخر کر دیتے ہیں
ر معلومات فراہم کرنے کا موقع ملنا چاہیے ۔

مولانا کوثر نیازی: یعنی وزیر صاحب اس معاملہ کی تحقیقات کر کے اس ایوان میں بتائیں
گے؟

ملک نسیم احمد آہیر: بالکل پیش کریں گے ۔

جناب چیئرمین: آئندہ جواب دیں گے اس وقت ڈیفرڈ، نیکسٹ ۹۴، جناب
عبداللطیف صاحب ۔

(ii) *RE:* CLOSING DOWN OF 168 INDUSTRIAL UNITS IN THE COUNTR

شیخ عبداللطیف: جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ کی کارروائی روک کر
ھناک خبر سے پیش آمدہ حالات پر معزز ایوان کو بحث کا موقع دیا جائے ۔ روزنامہ

جنگ راولپنڈی ۲۰ دسمبر ۱۹۸۷ء میں ہے کہ چاروں صوبوں ۱۶۸ کارخانے بند ہو گئے اور صرف کراچی شہر میں ایسے ۴۴ کارخانے بند ہو گئے ہیں جن کی وجہ سے سی کروڑوں روپے کے محصولات سے محروم ہو چکا ہے۔

جناب والا! اس خبر کے پس منظر میں جہاں حکومت کروڑوں روپے کے محصولات سے محروم ہو رہی ہے وہاں ملکی معیشت پر اس کا انتہائی بُرا اثر ہوگا اور ہزاروں مزدوروں کو بے روزگاری کا خطرہ بھی لاحق ہے اس لئے ایوان کو اس پر بحث کا موقع دیا جائے۔

Mr. Chairman : Any response from Government ?

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo : Opposed, Sir.

Mr. Chairman : Opposed. Qazi Abdul Latif Sahib.
وضاحت کرنا چاہیں تو فرمایئے۔

قاضی عبداللطیف: میں وضاحت تو کرونگا لیکن گزارش یہ ہے کہ جب ہمارے کئی وزرائے کرام بغیر سوال سمجھے ہی مخالفت کرتے ہیں تو سوال سمجھنے کے بعد تو انکی ایک ہی مخالفت ہوگی تو . . . .

جناب چیئرمین: اسکی آپ وضاحت کریں تاکہ سوال ان کی سمجھ میں آجائے۔

قاضی عبداللطیف: میں گزارش کر رہا ہوں جناب والا! یہ ایک حقیقت ہے اگر کارخانے بند ہو جاتے ہیں تو اس سے حکومت کی معیشت پر بھی اور مزدوروں کے روزگار پر بھی کتنا انتہائی بُرا اثر پڑے گا۔ ہمارے ملک میں اقتصادیات کی اونچ نیچ طبقاتی کشمکش کا ذریعہ بن رہا ہے اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ امام غزالیؒ نے لکھا کہ "دولت کی مثال ایسی ہے جیسے انسان کے وجود کے اندر خون ملا خون اگر جسم کے اندر برابر گردش کرتا ہے اور ہر عضو کو اپنے استعداد کے مطابق اس کی رسائی ہوتی ہے تو سارا وجود تندرست رہتا ہے لیکن اگر کسی عضو پہ اسکا دباؤ زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ عضو شل، بیکار

[Qazi Abdul Latif]

اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طریقے سے اگر دولت اسی طریقے سے گھومتی پھرتی رہے کہ بعض طبقات میں کسی کو تو روزگار بھی نہ ملے، کھانے پینے کو بھی نہ ملے اور کوئی عیش اڑائے اور کروڑپتی بن جائے تو یہ ایک ایسی بات ہے جو یہاں طبقاتی کشمکش کے لئے ایک بنیاد بن سکتی ہے میں گزارش کرونگا اور اس سلسلے کے اندر میں حکومت کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ خصوصیت سے روزگار کی طرف توجہ دی جائے اگر مزدوروں کے اندر بے چینی پیدا ہو جائے گی تو دولت مند بھی اپنے محلوں کے اندر آرام سے نہیں بیٹھ سکیں گے اور یہ ملک کے لئے کوئی نیک شگون نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس پر ایوان میں بحث کا موقع دیا جائے۔

میاں محمد لیسین خان وٹو: جناب والا! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اقتصادی طور پر یہ کارخانے چلنے چاہیئں اور حکومت کی پالیسی یہی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ industrialization چاہتے ہیں۔ حکومت کی پالیسی بے روزگاری کے بارے میں بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ روزگار مہیا کیا جائے۔ اس کے بارے میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ کیونکہ بے روزگاری کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایک خاص طور پر حکومت نے ادارہ بنایا ہے جو ادارہ بے روزگار نوجوانوں کو قرضے فراہم کرتا ہے باقی ہر لحاظ سے بھرپور طریقے سے کوشش کی جا رہی ہے مجموعی طور پر ڈاکٹرز اور انجینئرز کو روزگار مہیا کیا جا رہا ہے اور دیگر اقدامات بھی کئے جا رہے ہیں جن سے بے روزگاری ختم ہو۔ لیکن اس وقت جو مسئلہ فاضل ممبر صاحب نے پیش کیا ہے کہ آیا یہ ایڈجرنمنٹ موشن کے طور پر ڈسکس ہو سکتا ہے یا نہیں تو ایڈجرنمنٹ موشن کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اتنا اہم اور فوری نوعیت کا ہے کہ سینیٹ کی کارروائی کو معطل کر کے اس مسئلے پر غور کیا جائے

جناب والا! اس وقت اس مسئلے کے لئے کچھ بنیادی اصول بھی طے کر لئے گئے ہیں سینیٹ کے رولز بھی موجود ہیں جن کے مطابق اسکو دیکھنا چاہیے کہ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ سینیٹ کی کارروائی معطل کی جائے تو اس کے مطابق یہ قرارداد پوری نہیں اترتی۔ تو اس

کے لیئے پہلا معاملا تو یہ ہے کہ یہ واقعاتی طور پر بھی درست نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ فوری مسئلہ نہیں ہے کئی کارخانے مختلف وجوہات کی بنیادوں پر بند ہوتے رہتے ہیں پھر چالو ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے جو جاری رہتا ہے۔ نئے کارخانے بھی لگتے رہتے ہیں پرانے کارخانے کبھی بند ہو جاتے ہیں کبھی چالو ہو جاتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ یہ خصوصی معاملہ نہیں ہے یہ اتنے کارخانے ہیں ہر ایک کو چلانے کے لیئے اپنی دقتیں ہیں۔ اس لیئے ایڈجرنمنٹ موشن کے ذریعے یہ معاملہ زیر بحث نہیں آسکتا اور پھر مزید اس میں جو ایک مشکل یا قدغن حائل ہوگئی ہے وہ یہ کہ یہی مسئلہ آج سے چند روز پہلے ہی جمعرات کو قومی اسمبلی میں زیر بحث آچکا ہے جو مسئلہ چھ مہینے کے اندر یہاں زیر بحث آجائے یا قومی اسمبلی میں زیر بحث آجائے وہ تحریک التوا کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ اور ان بنیادوں پر کہ 168 کارخانے بند ہیں اور وہ ایکسائز کی وجہ سے بند ہیں یہ بات واقعاتی طور پر نا درست ہے۔ دوسرا یہ کہ فوری نوعیت کا مسئلہ نہیں ہے۔ تیسرا یہ کہ specific مسئلہ نہیں ہے۔ چوتھا یہ کہ یہ مسئلہ چند دن پہلے قومی اسمبلی میں زیر بحث آچکا ہے اس لئے میں عرض کرونگا کہ سینیٹ کے رول 71 کے تحت یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جسے ایڈمٹ کیا جا سکے۔ میں ان معروضات کے ساتھ عرض کروں گا کہ اسے آوٹ آف آرڈر قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب قاضی صاحب۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں کیا عرض کروں فاضل وزیر صاحب نے جوارشادات فرمائے بہتر یہ ہوتا کہ وہ فنی سہارا نہ لیتے اور مسئلے کی حقیقی نوعیت کو دیکھتے کہ واقعتاً اس کے اندر اہمیت کتنی ہے۔ جہاں تک قومی اسمبلی میں پیش ہونے کا تعلق ہے اسکے اندر تو دیکھنا یہ چاہیے تھا کہ ہماری تحریک التوا اس سے پہلے ہے یا وہاں کی تحریک التوا اس سے پہلے تھی اور اس طریقے سے وہ فرما رہے ہیں کہ قومی اسمبلی میں اس پر بحث ہو چکا ہے جب قومی اسمبلی میں بحث ہو چکی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بحث کے قابل تھی۔ اب یہاں پہ

[Qazi Abdul Latif]

یہ کہہ دینا کہ یہ بحث کے قابل ہی نہیں یہ درست نہیں ہے۔ میں تو اتنی گزارش کرونگا کہ ان کو سوچنا چاہیے کہ ہمارے ہاں کیا ہو رہا ہے اور کیا ہو جائیگا۔

جناب چیرمین: جہاں تک تحریک التواء کا تعلق ہے تو جو قانونی وجوہ وزیر صاحب نے بیان فرمائی ہیں مجھے ان سے اتفاق ہے لہٰذا ایڈجرنمنٹ موشن یہ نہیں بن سکتی۔ وہاں اسمبلی میں جو بحث ہوئی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسکو ایڈمٹ کر کے بحث ہوئی ہے یا یہ کہ پہلے آنا چاہیے تھا یا بعد میں آنا چاہیے تھا وہاں پہ بھی بحث اسمبلی پہ ہی ہوئی تھی اور اُس کو رول آوٹ کر دیا گیا تھا۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، تو انہی وجوہ پہ اس کو رول آوٹ کرنا پڑے گا۔ نیکسٹ جناب احمد میاں سومرو صاحب اور پروفیسر خورشید احمد صاحب۔ ایک ہی نفس مضمون ہے۔

On the Closure of port Qasim.

جناب احمد میاں سومرو صاحب۔

(iii) *Re :* CLOSURE OF PORT QASIM

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, I move that this House do adjourn to discuss a matter of urgent public importance and recent occurrence namely the closure of Port Qasim due to running in huge losses. This has caused public discontentment. This is reported in the 'NATION', daily dated 17th January, 1988. A copy of which I enclose with the notice.

جناب چیرمین: جناب پروفیسر صاحب آپ بھی پڑھ دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیرمین! میں ایوان سے اس امر کی اجازت چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل فوری اہمیت کے مسئلے پر قواعد کار کے تحت معمول کی کاروائی معطل کر کے بحث کی جائے۔

ڈان کراچی میں ۱۹ جنوری کی اشاعت میں پورٹ قاسم میں ۲ ہزار کارکنوں کی

ہڑتال سے پیدا شدہ صورتحال پر تفصیلی رپورٹ شائع ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دو ہزار کارکنوں کو دو ماہ سے تنخواہیں بھی نہیں ملیں۔ ہڑتال کو اب پچاس دن ہو گئے ہیں اور اداروں کو لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ ورکرز یونین کے عہدیداروں نے صورتحال پر شدید بے چینی کا اظہار کیا ہے۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ پورٹ قاسم کے ان حالات پر سینیٹ میں بحث کی جائے۔

Mr. Chairman : Is it being opposed?

Sardar Fateh Muhammad M Hassani : Opposed Sir.

جناب چیئرمین: سومرو صاحب آپ شروع کریں

Mr. Ahmed Soomro : Sir, I am surprised that this motion is being opposed because all we sought to discuss is no doubt a matter of very urgent public importance. This closure had resulted in a loss of millions of rupees per day in addition to rendering about 3,500 labourers idle for many days. It resulted in closure of so many goods of foreign countries that were lying for loading or unloading at Port Qasim. I would ask the Minister to please appoint a committee of the Senate to go into this because it is not an ordinary matter nor it is a matter on which we unduly want to criticise the government. We want to assist the government so that such things could be avoided in the future and I think it would only be fair and in the interest of this country and the government that a Senate Committee be appointed to go into the details of this matter. Thank you, Sir.

Mr. Chairman : Thank you. Professor Khurshid Ahmed Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں بھی اپنے محترم ساتھی اور بھائی سومرو صاحب کی استدعا میں پورا پورا شریک ہوں کہ ایک ایسے موضوع پر جو فی الحقیقت قومی اہمیت

[Prof. Khurshid Ahmed]

کا حامل ہے اور جس میں ہمارا مقصد معیشت کو سنبھالنا اور حکومت کی مدد کرنا ہے وہ اس تحریک کی مخالفت کر رہے ہیں۔ پورٹ قاسم کے حالات آپ کو معلوم ہے کہ ایک عرصے سے خراب چل رہے ہیں۔ اصل منصوبہ کیا ہے اور کس طرح اس پر عمل نہ ہو سکا اس کے بعد پھر جو کام کو بند کیا گیا اس کے نتیجے کے طور پر لیبر کے جو مسائل پیدا ہوئے ہیں کراچی میں اس کی وجہ سے بڑا اضطراب اور بے چینی ہے۔ ہمارے پاس مزدوروں کے تار چلے آرہے ہیں، وفد مل رہے ہیں۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ خصوصیت سے جمہوری حکومت کی کہ جہاں کہیں ایسے مسائل پیدا ہوں وہاں فوری طور پر ان کی طرف رجوع کیا جائے۔ اور پارلیمنٹ کے رکن کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ ان چیزوں کو اٹھائیں تاکہ حکومت بر وقت متوجہ ہو سکے۔ تو یہ ایک ایسی چیز تھی جس پر حکومت کو یا تو یہ بتانا چاہیے تھا کہ واقعات غلط ہیں۔ پورٹ قاسم بند نہیں ہوئی ہے۔ لوگ بے روزگار نہیں ہوئے ہیں۔ تنخواہیں ان کی رکی نہیں ہیں۔ آپ یہ مجھے بتائیے کہ ایک عام مزدور کو اگر دو مہینے کی تنخواہ نہ ملے تو وہ کیسے اپنے گھر کا کام چلائے گا۔ اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ ان کو یا تو حقائق کو چیلنج کرنا چاہیئے تھا اور یا انہیں ویلکم کرنا چاہیے تھا کہ ہم نے اس مسئلے کی طرف انہیں متوجہ کیا جیسا کہ سومرو صاحب نے کہا کہ اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس معاملے میں ایوان اس کی مدد کرے تو بلاشبہ یہ ایوان، اس کے ارکان اس کے لئے تیار ہیں۔ لیکن معاملہ یہ ہے کہ جو قومی اہمیت کے پراجیکٹس ہیں اور جن سے ملک کی معیشت ملک کی مالیات اور لوگوں کا روزگار وابستہ ہے آپ جانتے ہیں کہ اس وقت ملک میں بے روزگاری تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ شہروں میں اس کی وجہ سے کتنی بے چینی ہے اور اس کے کیا سیاسی اور معاشی اثرات رونما ہو رہے ہیں۔ ایسے عناصر کہ جو لوگوں کے جذبات کو ابھار سکتے ہیں ان تمام چیزوں کو استعمال کر رہے ہیں۔ تو ان حالات میں ہم آپ سے اس سے زیادہ positive response کی توقع رکھتے تھے اور اب بھی

میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب کے لئے وقت ہے کہ وہ اس مسئلے پر ذرا زیادہ خوش دلی کے ساتھ اور زیادہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ ملک کی معیشت اور مزدوروں کا مفاد کیا ہے، اپنا رویہ اختیار کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا موضوع ہے جس پر سینیٹ میں ضرور گفتگو ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: جناب سردار صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! میں بھی اس پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں

جناب چیئرمین: جی جناب میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب چیئرمین! میں اس تحریک کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ لیبر کی فیلڈ اور برادری کی حیثیت سے بھی میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں اس ایوان میں نشاندہی کروں کہ ملک میں حقیقتاً" بے روزگاری پہلے سے ہی بہت زیادہ ہے اور پھر حکومت کی ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے ایسے جو کارخانے بنائے گئے ہیں یا جو اہم بندرگاہیں ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ لیبر کام کرتی ہے وہاں حکومت کی پہلے سے منصوبہ بندی نہ ہونے کی وجہ سے مزدور بے روزگاری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر پہلے سے ہی ملک میں بے روزگاری زیادہ ہو اور جو کام کرنے والے ہیں ان کو بھی بے روزگار کر دیا جائے تو اس سے معیشت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اگر ہماری بندرگاہیں اس وجہ سے فیل ہو جاتی ہیں تو یہ ہمارے ملک کے لئے عبرتناک اور لمحہ فکریہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت جو کام بھی کرے، یا کارخانے لگائے اس کی منصوبہ بندی پہلے سے ہی صحیح طریقہ سے ہو۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ آگے جا کر وہ منصوبہ فیل ہو جائے۔ اس سے ملک کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر وہ صحیح منصوبہ بندی کرتے ہیں تو اس میں مزدوروں کی ملازمت کا تحفظ بھی ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کو سینیٹ میں بحث کے لئے منظور کیا جانا چاہیے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: جناب سردار صاحب۔

سردار فتح محمد ایم حسنی (وزیر مملکت برائے مواصلات) جناب چیئرمین! تحریک التوا میں جس ہڑتال کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اب ختم ہو چکی ہے۔ لہٰذا تحریک بے سود ہے۔ یہ تنازعہ دو کارگو ہینڈلنگ کمپنیوں کی جانب سے مزدوروں کو ادائیگی نہ کرنے کے باعث پیدا ہوا جبکہ نئی کمپنیوں کا ٹینڈر کے ذریعے تقرر زیر تصفیہ تھا۔ کارگو ہینڈلنگ کمپنیوں کا دعویٰ تھا کہ پورٹ قاسم اتھارٹی کے ذمے ایک بھاری رقم واجب الادا تھی تاہم اتھارٹی کا خیال تھا کہ انہیں جو رقم ادا کرنی تھی وہ کمپنیوں پر عائد کئے گئے جرمانے کے برابر تھی اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے وفاقی حکومت نے مداخلت کی اور مسئلے کو حل کر لیا گیا ہے۔ معمول کا کام شروع ہو گیا ہے۔ اتفاق سے پریس میں جو اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں وہ مبالغہ آمیز ہیں۔ جب جھگڑا چل رہا تھا تو چند جہازوں کو کراچی بندرگاہ کی جانب منتقل کر دیا گیا تھا چونکہ بولی دھندگان نے جس شرح کا وعدہ کیا ہے وہ اس سے دوگنی ہے جس پر موجودہ کارگو ہینڈلنگ کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ٹینڈر کو وقتی طور پر ختم کر دیا جائے اور موجودہ کمپنیوں کو بحال رکھا جائے۔

جناب احمد میاں سومرو: جناب والا! ہم چاہتے ہیں کہ اس کو سینیٹ کی کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ آئندہ ایسی باتیں نہ ہوں۔

جناب چیئرمین: سوال کے دو پہلو ہیں۔

One is that as adjournment motion whether this is admissible or not. Here the facts are denied and the Minister is also saying that the Port is now open and it is operative. If this is the situation in that case the motion does not enjoy the urgency which will make it admissible as an adjournment motion. The other aspect is the general policy of how Port Qasim is operated or the general performance of Port Qasim should be discussed. If this is the wish then you have to bring a motion under Rule 187.

Mr. Ahmed Mián Soomro : Sir, it is not denied that the Port was not closed.

Mr. Chairman : No. But now the urgency is over. What is it that you are going to discuss if the Port is operative already? So, I think purely on technical grounds it will have to be ruled out but if you want to discuss the affairs of Port Qasim, please bring a motion under rule 187.

Next adjournment motion. Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel.

(iii) *Re:* TAKING OVER OF DODAK OIL FIELD

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ روزنامہ "جسارت" کراچی ۸ جنوری ۸۸ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے میرانی کوٹ عسرانی اور ڈھوڈک قبائل سے تعلق رکھنے والے تقریباً" ۸۰ قبائیلیوں نے ڈھوڈک آئل فیلڈ پر قبضہ کرلیا ہے اور آئل اینڈ گیس کارپوریشن کے ایک سو سے زائد کارکنوں اور آفیسران کو یرغمال بنا لیا ہے۔ اس اہم اور فوری اہمیت کے مسئلے کے پیشِ نظر اس ایوان میں زیر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے متعلقہ وزیر چوہدری نثار علی خان صاحب نے درخواست بھیجی ہے کہ وہ بیمار ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ

> "Since he is not well, he will not be able to attend the session of the Senate on 31st January, 1988. It is requested that the above mentioned adjournment motion may not be taken up today and may be deferred to the next sitting of the Senate".

وہ درخواست کرتے ہیں کہ ان کی طبیعت چونکہ ناساز ہے تو آج وہ اس بحث میں بھی شرکت نہیں کر سکتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس کو کسی اور تاریخ کے لئے مؤخر کیا جائے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: وہ یہ درخواست مجھ سے کر رہے ہیں یا آپ سے؟

جناب چیئرمین: ایوان سے کر رہے ہیں تو قدرتی طور پر چیئر کو ایڈریس کیا جاتا ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین: اچھا۔ شکریہ! اس کے ساتھ ہی میرے خیال میں تحاریک التوا کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے۔ جی۔ وسیم سجاد صاحب۔

THE CIVIL SERVICE [QUALIFICATION FOR APPOINTMENT AS HIGH COURT JUDGE] [AMENDMENT] BILL, 1988

Mr. Chairman : We take up legislative business. Item 2 on the Orders of the Day — consideration of the Bill further to amend the Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) Act, 1965. [The Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge] (Amendment) Bill, 1988.

I think we were to commence the second reading of the Bill and I had requested that amendments, if any, we filed by Saturday (30th January, 1988) evening. So we take up clause by clause reading starting with Clause 2.

پروفیسر خورشید احمد: امینڈمینٹس سرکولیٹ ہونی چاہیئں، اس بل کے ساتھ تو جناب مجھے نظر نہیں آ رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں بل کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ تو ابھی دی گئی ہیں۔

Mr. Javed Jabbar : The amendments were given yesterday, some of them . . . .

Mr. Chairman : Well, they can be circulated now.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, if they are being circulated now, how do we have time to study it?

Mr. Chairman : I think, they are not such profound amendments that you can not go through. We can wait till you have digested and assimilated the amendments.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین صاحب! مسئلہ بہت اہم ہے اور اگر آپ اس کو دو منٹ میں ڈائجسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اچھا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: وہ آپ دیکھ لیں، وہ تو ترمیم کی نوعیت پر depend کرتا ہے کہ مسئلہ اہم ہے، گمبھیر ہے یا سادہ ہے۔

To the first amendment suggested to Clause 2 of the Bill which is under consideration was given notice of by Mr. Ahmed Mian Soomro and Mr. Javed Jabbar. I will read it out for you that :

> "in Clause 2 of the Bill as passed by the National Assembly. in paragraph (a) the words certain groups of' be deleted.

Mr. **Ahmed** Mian Soomro has given in writing that he does not want to move his amendment. Now, we are left only with Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : Yes Mr. Chairman, may I move my amendment?

Mr. Chairman : Yes please.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I move the amendment because I have already stated my views on the Bill in the first reading — the basic principles of the Bill. But I would like to reiterate the fact that while on the surface this Bill may appear to be rectifying a technical anomaly in its clause itself, it looks to me like a key-hole Bill. On the face of it, it looks like a key-hole nothing more than a small little peep into what is really something settled and unsurprising but when one looks through this key-hole one discovers that this is a Bill without consensus. Now, consensus is not essential because obviously Government and Opposition

[Mr. Javed Jabbar]

will always disagree but the strange thing Mr. Chairman, is that in this case the Bill does not appear to have a consensus even within the Government. It appears that while the honourable Federal Minister for Justice moves a Bill, gets it passed through the National Assembly, presents it to the Senate. Yesterday, while the Senate is still considering the Bill, we hear that the official who is no less than the Attorney General of Pakistan while presiding over a meeting of the Pakistan Bar Council comes out with the opinion that this Bill is against the interests of promoting and strengthening justice in this country.

So, therefore, one is entitled to ask, if you recall Mr. Chairman, in my first submissions in the first reading, I had said this very thing that before bringing a Bill which concerns any of the major institutions of this country, an attempt should be made to obtain some kind of consensus either outside of the House through informal soundings or inside the House. Now in this case, one is very curiously fascinated by the processes by which justice is administered in this country and by which legislation is formulated and presented. Because the Attorney General is an individual who represents a consultative status to the legislature of this country. He is often requested to appear in the Senate and the Assembly to give his opinion on matters which concern the Constitution. And here we have a case where two of the most senior people in Government appear to be in fundamental disagreement with each other. Therefore, this strengthens the argument that even if the National Assembly has passed the Bill and we appear to be obliged to pass it the Minister for Justice is requested to take note of what his own colleague has to say on this Bill or what all his colleagues appear to be saying, in all the Bar Associations of the country.

I request him to take the advice of the senior Judges of this country outside their chambers if he feels that that is appropriate and then to come back to us perhaps in the next session of the Senate with a reconsidered view as to whether it is essential to bulldoze this Bill through todaywhich is expected to be the last day of the Senate's present session and about the specific amendment itself Mr. Chairman – the amendment seeks to remove the discrimination between certain groups that constitute the all Pakistan Unified Grades and the reason is very simple, because one thinks that the 1973 administrative reforms were specifically designed to do away with this discrimination which had arisen

ince independence in 1947 and this Bill therefore, seeks to contradict omething that has already taken place and restore a position that revailed in the 1960's. Therefore, Mr. Chairman, one moves this amend- ient on two very substantive grounds :

One – that there is a fundamental disagreement at the highest chelon of governmental policy making on this very Bill. It is a moral ity of the Government to withdraw this Bill from the Senate to obtain ie support of the Attorney General and to obtain the support of all ie Bar Associations and the Bar Council on this Bill. Otherwise it would an insult not only to the judiciary and the legal system but to the gislature itself that purely because of matter of prestige or pride of ith, this Bill should be bulldozed through at this stage. Thank you.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: جناب چیئرمین! میں جاوید جبار صاح
کی اس ترمیم کی تردید کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں، جناب والا! جیسا کہ میں نے اس
سے پہلے بھی اپنی گذارشات میں عرض کیا تھا کہ اس وقت یہ ایوان ایک بہت اہم مسئلے پر
غور کر رہا ہے معاملہ یہ نہیں ہے کہ ترمیم کے ذریعے سے صرف دو الفاظ کو بدلا جا رہا ہے
جیسا کہ ہمیں بتایا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دو بڑے بنیادی اصول اس وقت at stake ہی
پہلا یہ کہ کیا اس ملک میں عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ الگ ہونا ہے اور اگر یہ ہمارا دستوری فیص
ہے کہ اسے ہونا ہے تو پھر ہمارا ہر قدم اس سمت میں بڑھنا چاہیے جہاں ان کے درم
فرق واقع ہو، اور اگر کوئی قدم ایسا ہے کہ جس کے نتیجے کے طور پر عدلیہ اور انتظامیہ الگ ہ
کی بجائے اور زیادہ ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں اس سے انتظامیہ کے اثرات زیادہ بڑ
کا امکان ہے۔ تو یہ دراصل دستور کے الفاظ نہ بھی، اس کی روح کے بھی اور قومی فیصلے کے بھی خ
ہوگا۔ یہ بڑا بنیادی اصول ہے، دوسری چیز یہ ہے کہ سول سروس کے بھی مختلف مدارج

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے درمیان تفریق کی جائے، دستور یہ اصول پیش کرتا ہے کہ ہمیں مساوات کی طرف جانا ہے ڈسکریمینیشن کو زیادہ سے زیادہ ختم کرنا ہے لیکن اس ترمیم کے ذریعے سے discrimination کو ہم perpetuate کر رہے ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ سول سروس کی جو برہمن کلاس تھی ۱۹۷۳ کی اصلاحات کے بعد کچھ کمی اس میں آئی تھی لیکن اب پھر اس کلاس کو دوبارہ یہاں لایا جا رہا ہے۔

جناب والا! جس بات کی طرف جاوید جبار صاحب نے اشارہ کیا میں بھی آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبارات میں بار کونسل کی جو قرارداد آئی ہے اسے ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، یہ بار کونسل کا..... اس سے پہلے لاہور بار کونسل کا، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد اور اب آل پاکستان بار کونسل جس کا اجلاس کل علی احمد فضیل اٹارنی جنرل آف پاکستان کی صدارت میں ہوا ہے اور جس کی ریکومنڈیشن یہ ہے۔

That the Council strongly disapprove the manner and mode of affecting amendment in the Civil Service (Qualification for Appointment as High Court Judge) Act, 1965 whereby a class of civil servants is sought to be inducted into superior judiciary. The Council viewed that these amendments totally ignore a provision contained in Article 177 (2) of the 1973 Constitution whereby a number of legal professionals having not less than 15 years experience at the High Court level is eligible to be appointed as a Judge of the Supreme Court. The Council demanded to withhold the approval of the said amendments in Civil Service (Qualification for Appointment as High Court Judge) Act and to appoint one-third Judges of the Supreme Court direct from the legal profession to give effect to the constitutional provision.

جناب والا! آل پاکستان بار کونسل کی اس قرار داد کے بعد ایک ایسی سنجیدہ صورت حال قوم کے سامنے آئی ہے کہ وزیر عدل کو سرعت کے ساتھ اس امنڈمنٹ کو پاس نہیں کرانا چاہیے بلکہ میں یہ مطالبہ کرونگا اور غالباً میں یہ کہنے میں حق بجانب ہونگا کہ اس ایوان کا یہ حق ہے کہ ہم اٹارنی جنرل کو مدعو کریں کہ اٹارنی جنرل یہاں آئے اور آکر اپنا نقطہ نظر پیش کرے۔ وزیر عدل نے تو اپنا نقطہ نظر پیش کر دیا ہے لیکن اٹارنی جنرل کا نقطہ نظر اسی ایوان کے سامنے آئے بغیر اسے پاس کرنا میری نگاہ میں ایک بہت بڑی غلطی ہوگی ایک بہت بڑی بلنڈر ہوگی، اس لئے جناب والا! میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ جاوید جبار صاحب کی اس امنڈمنٹ پر غور کرتے ہوئے ہم بحث کو جاری رکھیں اور اگلے سیشن میں اٹارنی جنرل کو بلایا جائے، وہ اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کرے اس کے بعد پھر ایوان کوئی آخری رائے قائم کرے اور اس پر ووٹنگ کرے۔

جناب والا! میں پوری دردمندی کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اتنے اہم مسئلے میں جس میں پہلی چیز انتظامیہ اور جوڈیشری کی علیحدگی کا بنیادی مسئلہ ہے اور دوسری چیز یہ ہے کہ سول سرونٹس میں بھی ڈسکریمینیشن ہے جس کو آپ اپنی اس امنڈمنٹ کے ذریعے سے perpetuate کر رہے ہیں یہ دو انتہائی serious مسائل ہیں اس کو آپ جلد بازی یا سہل انگاری کے ساتھ طے نہ کریں بلکہ اس ایوان کو یہ موقع دیں کہ وہ اٹارنی جنرل کو بھی سنے پھر اس مسئلے پر پوری طرح غور کرے اور اس کے بعد کوئی رائے قائم کرے۔ شکریہ!

<u>جناب چیئرمین</u>: شکریہ جناب قاضی عبداللطیف صاحب۔

<u>قاضی عبداللطیف</u>: جناب چیئرمین! میں جاوید جبار صاحب اور جو دلائل اس سلسلے میں ہمارے محترم خورشید صاحب نے دیئے ہیں ان کی بھی تائید کرتا ہوں۔ پرسوں بھی میں نے یہی گذارش کی تھی اور آج میں اتنا عرض کرونگا وزیر قانون صاحب سے کہ اس سے اس ملک میں ماہرین

[Qazi Abdul Latif]

قانون کا جو بڑا طبقہ ہے ان کے درمیان اور انتظامیہ کے درمیان ایک چپقلش اور ایک طبقاتی کشمکش ہے پیدا ہو جائے گی یہ تو شاید یہ سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں ہمیں انتظامیہ کی زیادہ سے زیادہ حمایت حاصل ہو گی لیکن اس کا دوسرا رخ انہوں نے شاید نہیں دیکھا کہ ماہرین قوانین کو نظر انداز کر کے انتظامیہ سے جج مقرر کرنے سے اس ملک پر کیا اثرات پڑیں گے ۔ اس لئے میں گزارش کرونگا کہ ہمارے وزیر عدل و انصاف کو اس میں جلدی نہیں کرنی چاہیے اور بڑی سوچ اور سمجھ سے یہ اقدام کرنا چاہیے اور میں اس تجویز کی بھی تائید کرونگا جس طرح پروفیسر خورشید صاحب نے تجویز پیش کی ہے کہ اٹارنی جنرل کو بلا کر اس سے اس کی وضاحت طلب کی جائے ۔

جناب چیئرمین : جناب وسیم سجاد صاحب ۔

Mr. Wasim Sajjad : Mr. Chairman, the amendment which has been moved by Mr. Javed Jabbar is that the words 'certain groups of' be deleted. I don't think this makes any difference. The main point which they are trying to urge is that this way the amendment which we are going to introduce will affect the separation of Judiciary or, in some way, affect the normal functioning of the judiciary or there appears to be some impression even I would say amongst certain groups of lawyers that by this amendment we are introducing something new which did not exist before. I have, Sir, explained earlier that the sole purpose of this amendment is to correct a technical flaw which exists in the law today. The method of appointment of the High Court Judge which is that the High Court Judge is appointed by the President after consultation with the Chief Justice of the High Court and the Chief Justice of Pakistan and the Governor of the Province will remain as it is. As far as the eligibility is concerned, Sir, ever since the inception of the High Courts in the sub-continent, we have always had three streams for the appointment of the High Court Judges, and these three streams are Sir :-

(1) The Judges are appointed from the Advocates of the High Court having 10 years standing.

(2) Members of the provincial judiciary who qualify if they have held a judicial office for 10 years; and

(3) Members of the Central Services who opt for the judiciary.

Then they get training on the judicial side and after becoming a District Judge they have to serve for a minimum period of three years as District and Session Judges and they are eligible for appointment to the High Court. In practice, Sir, a person who comes into the Central Services at the age of 25 would have to serve for at least 15 years because the minimum age requirement in the law i.e. under the Constitution is that he must be at least 40 years of age. So, it is not that we just pick up a Secretary and appoint him as a High Court Judge as appears to be the impression amongst certain quarters. No Sir, the tradition in this service is Sir, that they have to opt for the judicial service. Once they opt for that, they are given training on that side and then the mere fact that they have opted and have obtained training or that they have served as District and Session Judges is no guarantee that they are going to be appointed as Judges of a High Court. The appointment of a Judge of a High Court is a matter which is in the Constitution written down. It is the consultative process in which the highest on the judicial side that is the Chief Justice of Pakistan and the Chief Justice of the High Court concerned they are fully involved.

Therefore, Sir, I would humbly submit that these fears are really, I would say, without any foundation – they have no basis. The impression that something new is being done is absolutely incorrect. It is simply a correction in the law. A law which has now become impracticable in view of the fact that the 1965 law talks of the Civil Service of Pakistan. The Civil Service of Pakistan is no longer existing. It was abolished in 1973-74 and we are replacing the words civil service with the successive group of the civil service for the purposes of this Act. Therefore, Sir, I would request the honourable House to please pass this law as it is does not affect the rights of anybody who are eligible for the

[Mr. Wasim Sajjad]

appointment to a High Court and will not in any way affect the independence of the judiciary. In fact, it may even improve the standard of the judiciary if we can get good people from the services in the future as I said that this an amendment if it is going to take effect, will have effect in the next 8-10 years. People have to come into the service, opt for the judiciary, get service training as District Judges and may be in the years to come we may be able to tap on this source, in addition to the sources, we have at the present. Thank you.

Mr. Chairman : Will you kindly respond to the point made regarding the Attorney General also?

Mr. Wasim Sajjad : Sir, as I said the point made was that we should get the advice of the Attorney General, I don't think, it is necessary in view of the fact that it is a very technical correction. The actual appointment may not even have been made . . .

Mr. Javed Jabbar : Point of order, Sir.

Mr. Chairman : He is on point of order, yes please.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, the point at issue is – is it valid, is it appropriate for the legislature to pass a Bill when the Attorney General has gone on record publicly opposing that Bill; when the Attorney General has a constitutional responsibility to that very legislature to advise and guide the legislature on the passage of legislation.

Mr. Chairman : Will you please refer to the Constitution.

and tell us whether it is the duty of the Attorney General to guide or not to guide. I have the Constitution before me. The role of the Attorney-General is governed by Article 100. It says :

> Article 100 (3) – "It shall be the duty of the Attorney-General to give advice to the Federal Government upon such legal matters, and to perform such other duties of a legal character, as may be referred or assigned to him by the Federal Government, and in the performance of his duties he shall have the right of audience in all courts and tribunals in Pakistan".

Unless a matter is referred to the Attorney-General by the Federal Government and I don't think it is necessary for us to take notice of what the Attorney-General says outside the House. Mind you, he has a right to sit in this House and he is aware that this Bill is also coming before this House and if he has some very strong reasons to oppose this Bill, I think he is normally at least dutybound to come to the House and tell us on his own, *suo moto*, but this is not a matter which constitutionally is within the jurisdiction of the Attorney-General unless the Minister for Justice tells us that he has referred it to the Attorney-General.

Mr. Javed Jabbar : Sir, within our own competence and discretion, surely as the legislature, it is our duty to take note of what the Attorney-General has said and to at least request him to appear in the House before proceeding with the Bill. This is the minimum that we could do.

Mr. Chairman : I think, I will have, very frankly, difficulty in subscribing to that view. The Attorney-General expresses his views before a court outside this House. He at times argues a case whether he believes in that or not but as an advocate he tries to do justice to that particular point of view with which the court may not agree but are we then bound and should we take notice of the views expressed outside the House in this manner? I perhaps would not agree and subscribe to that view. But this was the point which we put to Mr. Wasim Sajjad.

(Interruption)

Mr. Wasim Sajjad : Sir, as I said, I think it must be understood that we are making no change, I think this must be very clear and be understood we are making no change . . . . .

(Interruption)

Mr. Chairman : No. the argument from the other side is that if we are not making any change, why should the Attorney-General have then objected.

Mr. Wasim Sajjad : It is not that he objected, the matter was take up perhaps at the level of the Bar Council and they discussed it. I is not his view Sir, but what I am saying is we have to decide for ou selves what we are doing and we have to guide the people to tell ther that we are making no change.

Mr. Chairman : I think we have discussed it enough, I will pu the question.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, the system which has existed for ove a 100 years remains the same. Let me make it very clear. No chang whatsoever, not even a single dot, an iota of change over the metho of appointment for the last over 100 years. It is a simple technica correction in the law, that is all.

Mr. Chairman : Right. Saeed Qadir Sahib.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : Mr. Chairman, the point which th Law Minister has just made and the point which Senator Javed Jabba has Just raised I think the Bill has been under discussion in the Nationa Assembly for a considerable period of time and as pointed out b you if the Attorney-General had an official point of view, he coul have come to the either Houses and made a representation or gon behind the scene to the government. The fact that he has expresse his views outside in a gathering of the Bar Council is his personal view and has got nothing to do with the official capacity as Attorney-Genera and the Law Minister has very clearly pointed out that there is no change to this rule as in the whole Constitution. What are we arguin about ? Because there is no change whatsoever. It is just being substi tuted for the CSP the new cadre has been substituted in fact it is a slight omission on the part of those who framed the Constitution at that time to have said that CSP or any other successive service which follows. So, there would have been no problem. So, I think we are just debating an issue which really has no substance in it whatsoever.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, point of order.

Mr. Chairman : Yes Please. Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I am quite appalled at the fact ıt members of the government do not seem to be concerned at the t that there is a fundamental disagreement at a senior level about icy to give possibly a cruder analogy Mr. Chairman, if there is olic . . . .

(Interruption)

Mr. Chairman : I did not want to interrupt you earlier but the orney-General is not a member of the government. Please under-ıd he is a servant . . . . .

Mr. Javed Jabbar : He is appointed by the government.

Mr. Chairman : He is appointed by the government but every er officer is appointed by the government.

Mr. Javed Jabbar : Right. Mr. Chairman, my submission is if we e a situation where the Federal Minister for Finance makes a certain ouncement and the Chariman of the Central Board Revenue says something totally contrary to his own Minister surely relevant legislature should take note of this fundamental disagree-ıt before proceeding further.

Mr. Chairman : The view of the Finance Minister will prevail. is responsible to the Parliament and not the Chairman of the CBR.

(Interruption)

ıse just one minute. Qazi Abdul Latif Sahib.

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں گزارش کرونگا کہ اس ایوان کے اندر اٹارنی
کو پہلے بھی ایک دفعہ بلایا گیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ اس ایوان کا رکن نہیں ہے۔ میر
کا مقصد یہ ہے کہ یہ روایت ہے کہ اٹارنی جنرل کو بلا کر اس امر کی تشریح کرائی جا سکتی ہے

[Qazi Abdul Latif]

اب اختلاف اسی بات پر ہے کہ آیا ان دفعات میں چینجز ہو رہی ہیں یا نہیں اگر اس کی تشریح کے لئے اسے بلایا جائے اور بحیثیت ماہر قانون کے اس سے رائے لی جائے جس طریقے سے پہلے لی گئی تھی تو اس سے کونسی قانونی خلاف ورزی ہوتی ہے ۔

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد : دراصل جیسے وزیر عدل نے فرمایا کہ یہ ایک ٹیکنیکل مسئلہ ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اٹارنی جنرل کو پارلیمنٹ میں شرکت کا حق دیا گیا ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ پارلیمنٹ جس وقت یہ محسوس کرے کہ کسی قانونی مسئلہ کے اوپر اسے expert opinion کی ضرورت ہے تو ان سے یہ opinion لے ۔ یہ ہمارا ایک حق ہے اور اس سے پہلے آپ نے یہ کیا بھی ہے

جناب چیئرمین : قطع کلامی معاف ، یہ ایک individual کا حق نہیں ہے البتہ ایوان کا حق ضرور ہے اگر آپ اسے پریس کرتے ہیں تو

I will have have to put the question whether the Attorney-General should be invited to the House to give an expert opinion. That is the maximum.

پروفیسر خورشید احمد : ٹھیک ہے کہ یہ آپ کا حق ہے لیکن یہ میرا بھی حق ہے ۔

Mr. Wasim Sajjad : Sir, the Chair can always call if you want advice on certain matter

(Interruption)

پروفیسر خورشید احمد: میں موو کرتا ہوں۔

Mr. Chairman : If the House feels even that can be done.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I would request that this question may not be put . . . .

(Interruption)

Next time it may be somebody else to say that Attorney General should be called and for that a motion should be put. So, this should not be done. You have to decide if the Chair needs assistance on the legal matter the Chair can call the Attorney-General but here we are legislating and it is for the House to decide whether they want o pass this amendment or they don't want to pass this amendment. So let the House decide.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! یہ ایک فنی مسئلہ ہے اور یہ ہمارا حق ہے کہ اس بات کا مطالبہ کریں۔ ہاں اگر ہاؤس اسے ریجیکٹ کر دے تو یہ بات دوسری ہے۔ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر اٹارنی جنرل کو سنا جانا چاہیے اور یہ بات بھی درست نہیں ہے کہ اٹارنی جنرل نے کسی پبلک جلسے میں یہ بات کہی ہے بلکہ بار کونسل نے جو اس ملک کا ایک قانونی ادارہ ہے، بار کونسل ایکٹ کے تحت یہ ادارہ بنا ہوا ہے، جس کا ایک خاص نظام ہے اور ایکس آفیشو ایڈووکیٹ جنرل جو ہے وہ اس کا صدر ہوتا ہے باقی اس کے تمام ارکان ایک خاص ضابطے کے مطابق جو ملک کے قانون کے تحت منتخب ہوتے ہیں نے باقاعدہ قرارداد کے ذریعہ سے یہ بات کہی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ ہمیں اس بات کا حق ہے کہ ہم آپ سے درخواست کریں کہ آپ اٹارنی جنرل کو یہاں مدعو کریں تاکہ ہم ان کے نقطہ نظر کو سمجھ سکیں اور پھر ہم صحیح رائے پر پہنچ سکیں۔ یہ بے حد ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جہاں تک میرا تعلق ہے

Frankly, I am very clear in my mind what this law is about and what it implies. I tend to agree with the Minister that it does not bring any fundamental change. I would advocate the same thing as you are doing. There should be a separation of judiciary and executive as provided in the Constitution but this is not one of those means by which you can separate executive from judiciary. This would by my view and wherever I have felt the necessity of Attorney-General's advice I have been the first to ask his attendance although I feel that when Bills are under consideration, when laws are being enacted it automaticnally devolves on the Attorney-General as a responsibility to be present in the House and to guide the House if he considers that necessary but expressing views outside the House, in a Bar Council meeting over which he presides we are not quite sure even if this report is valid and correct. I don't think I will take cognizance of that. But I think there is a more fundamental issue which Professor Khurshid has raised and I was trying to look into this. He has said, (this is, I have just now received it)"I beg to move that under Rule 85(1) to refer the Civil Service (Qualification for Appointment as High Court Judge) (Amendment) Bill, 1988 to the Islamic Ideology Council to review it from the Islamic point of view ascertaining its conformity with the Quran and Sunnah." This is Rule85 (1).

(Pause)

Mr. Chairman : So shall we dispose of this first amendment and then come to the motion. What would be your advice?

Mr. Wasim Sajjad : I do not think this can be taken up at this stage.

Mr. Chairman : Even then.

Mr. Wasim Sajjad : You can proceed, in any way you desire.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : Mr. Chairman, can we hear the amendment again. It is not very clear.

Mr. Chairman : The amendment is that under Rule 85(1) this Bill should be referred to the Council of Islamic Ideology, whether it conforms to Quran and Sunnah.

Mr. Javed Jabbar : The original amendment is some thing else.

(Interruption)

Mr. Wasim Sajjad : I think we should finalise the thing, we have discussed it for so long.

Mr. Chairman : Let us finish with the amendment on which the discussion has been completed. The amendment moved is :

> That is Clause 2 of the Bill, as passed by the National Assembly, in paragraph (a) the words 'certain group of', be deleted.

Mr. Javed Jabbar : I call for a division, Sir, on this.

(Pause)

Mr. Javed Jabbar : There is no quorum, Sir.

Mr. Wasim Sajjad : The question of quorum cannot be raised during division.

Mr. Chairman : The question of quorum can be raised. If somebody wants to raise it we cannot stop him from raising it. Let us count how many Members are actually there.

(Pause)

I think one or two are short. Let us ring the bell.

(The bell was rung)

Mr. Chairman : Now the quorum has been restored with a vengeance perhaps.

Mr. Javed Jabbar : Would you call the division again, now that the quorum is there.

Mr. Chairman : The question is :

"That in clause 2 of the Bill, as passed by the National Assembly in paragraph (a) the words 'certain group of', be deleted.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman : The amendment is rejected.

Prof. Khurshid Ahmed : What about my motion?

Mr. Chairman : We will take up your motion.

Would you (referring to Mr. Wasim Sajjad) like to respond to the motion moved by Prof. Khurshid Ahmed about referring the Bill to the Council of Islamic Ideology.

Mr. Wasim Sajjad: I oppose it, Sir. We have discussed this matter at length in the National Assembly. We have also discussed it in this House for a very long time. This motion, I think, should have been made at the earlier stages. Even prof. Khurshid Ahmed in his ver long speech did not say that it was against the principle of Islam. As I said, Sir, the concept of sepration of the executive from the judiciary is that the same person should not be exercising judicial as well as executive functions. This fusion of the executive in the judiciary we have had at the level of the District Magistrate and we are trying to correct that process. But here as I explained, Sir, any person who opts for the judicial side will then go on to the judicial side and during the period he serves as District and Sessions Judge he will completely be under the control of the High Court. Sir, it is the Chief Justice of Pakistan, and the Chief Justice of the High Court who are involved in the appointment process. They have to advise and they have to make recommendations as to who should be appointed. Once a person

becomes a High Court Judge, he is totally separated from the execution. The High Court Judge is not under the executive in any manner whatsoever. His appointment is controlled by the Constitution, his removal is controlled by the Constitution, his terms of services are laid down by the Constitution. So, in my humble opinion, Sir, there is no fusion of the executive and the judicial functions in such matters.

Mr. Chairman: I will respectfully draw the attention of honourable Prof. Khurshid Ahmed to Rule 85(1) under which this motion has been moved. I will read that out for the information of the House. The motion obviously can only be based on the member's perception that it is against the ideology or against Quran and Sunnah. Then, there are certain requirements how he has to proceed about it. The rule says:

> "85 (1) If a member raises the objection that a Bill is repugnant to the Injunctions of Islam, the Senate may, by a motion supported by not less than two-fifths of its total membership . . ."

Not only of the present but 2/5th of its total membership.

> ". . . refer the question to the Council of Islamic Ideology for advice as to whether the Bill is or is not repugnant to the Injunctions of Islam".

This is how we have to proceed about it. So if 2/5ths of the total membership are in favour of referring it to the Council of Islamic Ideology we will refer it to the Council but we can still proceed with the Bill because there is no bar under Rule 85 (2) not to proceed with the Bill.

پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں میں نے پورا پڑھا ہے اور مجھے پتہ ہے۔ میں نے اسے پڑھنے کے بعد ہی آپ کو یہ موشن بھیجی ہے۔ جناب چیئرمین! میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کو کوئی بل کسی بھی وقت ریفر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے قواعد کے اندر قطعاً کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ

[Prof. Khurshid Ahmed]

وہ ایک خاص سٹیج پر تو کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اس کے لئے موشن ایک فرد لائے گا لیکن یہ صحیح ہے کہ two fifths کی اگر تائید حاصل نہ ہو تو پھر وہ ریفر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ متعین ہمیں کرنا پڑے گا کہ two fifths کی تائید حاصل ہے یا نہیں ہے۔ یہ بات بہر حال اس ایوان کا حق ہے اور ایک فرد کا حق ہے کہ اس مسئلے کو اٹھائے۔

تیسری چیز یہ ہے، جناب والا! میں نے اپنی بنیادی تقریر میں جو پرسوں اس موضوع پر کی تھی ایک بار نہیں کم از کم تین بار یہ بات کہی تھی کہ میری نگاہ میں یہ ترمیم قرآن و سنت کے منافی ہے اسلام کے اصول انصاف کے منافی ہے۔ سب سے پہلی دلیل جو عمومی تھی وہ میں نے عدلیہ اور انتظامیہ کی separation کے بارے میں دی تھی اور میں وزیر عدل کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ عدلیہ پر انتظامیہ کے اثرات کی صرف ایک ہی شکل ہے اور وہ یہ کہ ایک فرد بیک وقت یہ دونوں فنکشن ادا کر رہا ہو۔ گو ہمارے ملک میں یہ بھی موجود ہے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جو بنیادی طور پہ ایک ایڈمنسٹریٹو آفیسر ہے جو انتظامیہ کے تحت ہے وہ جوڈیشری کے فنکشن بھی ادا کرتا ہے separation کا آغاز یہیں وہاں سے کرنا ہوگا اس کے علاوہ جو ڈیشری کو متاثر کرنے کے اور راستے اور طریقے ہیں، ان میں سے ایک میری نگاہ میں یہ راستہ بھی ہے کہ انتظامیہ کے افراد جنکی کہ حقیقتاً قانونی تربیت نہیں ہوتی۔ میں پورے ادب سے یہ بات عرض کرونگا کہ انکی ذہانت، انکی متانت اور ہوشیاری، انکی چالاکی اور عیاری اپنی جگہ ہے لیکن جہاں تک عدلیہ کی تربیت کا تعلق ہے، قانون کی تعلیم کا تعلق ہے ایک سوال سروس کے اندر خواہ وہ آئی سی ایس کا گل سرسبد ہو یا ہمارے مینیجمنٹ گروپ سے متعلق ہو اس سے لازماً ان کو یہ تربیت حاصل نہیں ہوتی۔ اور آپ دروازہ کھولتے ہیں عدلیہ کا ایسے افراد کے لئے کہ جو عدلیہ کے مقام پر پہنچنے کے مستحق نہیں قانون اور عدل سے مناسب واقفیت اور skilled نہ ہوتے

کی وجہ سے، اور میں نے اس کے لئے مثال دی تھی کہ ہندوستان نے جب عدلیہ اور ایگزیکٹو کو الگ کیا تو منجملہ اور کاموں کے انہوں نے یہ بھی کیا کہ دستوری حیثیت سے اور 1973ء کے پینل قانون کے ذریعہ سے انہوں نے جو stream انتظامیہ سے ججوں کے لئے آتی تھی اسے بند کر دیا۔ یہ ناگزیر ہے اگر آپ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنا چاہتے ہیں یہ میری پہلی دلیل تھی اور یہ مبنی ہے اسلامی قانون اور اسلامی عدل کے جذبات پر۔

دوسری بات جناب والا! میں نے یہ کہی تھی کہ آپ discriminate کر رہے ہیں سول سروسز کے درمیان بھی۔ پہلے یہ تھا کہ صرف آئی سی ایس یا سی ایس پی آفیسرز انکلوڈ ہو سکتے تھے باقی تمام آپ exclude کرتے تھے۔ اب آپ نے مینجمنٹ گروپ اور اس کے ساتھ ایک دوسرا گروپ لے لیا ہے۔ لیکن پاکستان سول سروسز میں سب کے لئے آپ نے دروازہ نہیں کھولا۔ یا سب کے لئے آپ دروازہ کھولیئے یا کسی کے لئے بھی نہ کھولیئے۔ یہ discrimination ہے اور یہ اسلام کے خلاف ہے۔ اور تیسری دلیل جناب والا! میں نے یہ دی تھی کہ آپ ایک شخص کے لئے جو جوڈیشل سروس سے آ رہا ہے، جس نے دس سال تک جوڈیشل آفیسر کی حیثیت سے کام کیا ہے اسے آپ جج بنا دیتے ہیں۔ یا وہ شخص جس نے دس سال تک اعلیٰ سطح کی وکالت کی ہے لیکن سول سروس کے لئے آپ یہ کہتے ہیں کہ صرف تین سال کا تجربہ کافی ہے۔ یہ ایک صریح ناانصافی ہے۔ اسلام کے اصول انصاف کے خلاف ہے۔ ان تینوں وجوہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلام کے قانون عدل و انصاف کے خلاف ہے اور اس لئے اسے اسلامی آئیڈیالوجی کونسل کو ریفر کیا جائے۔ اب تائید حاصل ہو یا نہ ہو یہ دوسری بات ہے لیکن یہ بات میں نے اپنے دلائل کی بنا پر۔ اپنی پہلی تقریر میں بھی کہی تھی اور اب بھی کہہ رہا ہوں۔ تو اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ریفر

[Prof. Khurshid Ahmed]

کیا جانا بہت ضروری ہے ۔ اور محترم قاضی عبداللطیف صاحب نے بھی اپنی تقریر میں اسلامی نقطۂ نظر سے فرمایا تھا ۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم نے اپنی گذارشات میں اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت نہیں کی ۔ شکریہ!

Mr. Chairman : I concede your right to move the motion. I think, I am very clear in my mind about that and you had said exactly what you have repeated today in the general discussion or durng the course of the first reading but we are bound by both the constitutional provision and the rules let me refer to the constitutional provison first which in Article 229 says :

> "the President or the Governor of a Province may, or if two-fifths of its total membership so requires, a House or a Provincial Assembly shall, refer to the Islamic Council."....

which means that as far as this House is concerned or for that matter the Parliament is concerned or a Provincial Assembly is concerned, it is only by a majority of two-fifths of the total membership that a question can be reffered to the Council of Islamic Ideology. The same Rule has been repeated more or less and reproduced in our Rules which is 85 (1) :

> 'If a Member raises the objection, (as you have rightly raised, I used the word rightly, deliberately because it is a correct question) that a Bill is repugnant to the Injunctions of Islam, the Senate may, by a motion supported by not less than two-fifths of its total membership, not those present in voting, refers the question to the Council of Islamic Ideology'.

So, I will put the motion to the House.

The motion is :

"that this Bill be referred to the Council of Islamic Idelogy".

(The motion was negatived)

Mr. Chairman : It does not make two-fifths of the total membership, so the motion is lost. Then we come to Clause 2 (a) of the Bill. Mr. Javed Jabbar, you have to move again.

Mr. Javed Jabbar : I move that in clause 2 of the Bill, as passed by the National Assembly, in paragraph (b) the words, "Secretariat Group and District Management Group of the" be deleted.

Mr. Chairman : The amendment moved is :

"That in clause 2 of the Bill, as passed by the National Assembly, in paragraph (b) the words ' Secretariat Group and District Management Group of the ' be deleted".

Mr. Wasim Sajjad : Opposed, Sir.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, moving the amendment I stress the fact that the judiciary of this country impoverished though, it has been decimated though, it has become over the years maltreated, undernourished, nevertheless constitutes a rich source for the entire requirement of the judiciary in Pakistan. Forty years after the creation of Pakistan there can be no justification for allowing for the recruitment of members of the judiciary from an institutional process that has very little to do with the concept of justice and the dispensation of justice. One moves the amendment because the present inheritors of the civil service structure of South Asia come from a time in our history when that structure was erected to serve certain objectives which were not in harmony with the objectives and the ideals of an independent nation. Therefore, in this particular amendment the intent is to reiterate the fact that both at the Federal level, at the Provincial level, there is enough talent as well as people of integrity available to the Federal Government and the Provincial Governments for induction into the High Courts.

Secondly, Sir, I reiterate that this amendment becomes more valid to consider because of certain developments that have occurred in the last 48 hours. Now, the legislature may formally not be obliged to take note of things said outside the legislature but we can not afford to shut our eyes or our ears to what is reported. Much of the transaction conducted in this House Mr. Chairman, is based on reports published

[Mr. Javed Jabbar]

in the newspapers and the newspapers this morning carried the report of a senior and eminent official of the Federal Government in complete contrast to the pronouncements of the Federal Minister for Justice, indicate a gulf of perceptions not only between two individuals concerned with policy and legal interpretation of policy in the country, they also illustrate a basic disagreement between legally representative institutions such as the Bar Council and the Bar Associations. It becomes the duty of the legislature to take note of this even though the Rules or even the Constitution may not provide for this. The legislature must transcend the literalism of Rules and merely because in the Federal Minister's view this is purely a technical Bill, we can not ignore a discrepancy that exists at the highest levels of Government. So, it will not be in the interest of the people to go through with the piece of legislation however, innocous it may appear at this stage unless this fundamental disagreement is resolved. Now, normally Mr. Chairman, as you know when there is disagreement at high levels in any Government either you modify that disagreement and come out with the unified policy or the person who does not wish to change his views should have the courage to resign. Now, in this case the Attorney-General who is under the administrative authority of the Federal Ministry of Justice and Parliamentary Affairs owes it to the Federal Ministry and to the legislature to determine whether he wants to speak on his own individually in contrast to what his own Ministry is saying. Whether he wishes to continue this process of confusion or whether he wishes to retain his responsibility. In pressing this amendment, therefore, Mr. Chairman, the intent is to illustrate the need for postponing consideration of this clause as well as of the entire Bill. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Professor Khurshid Ahmed Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں ایک بار پھر جناب جاوید جبار صاحب کی اس ..سری ترمیم کی تائید کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ میں ان کی اس دلیل کی پوری پوری تائید کرتا ہوں کہ جو حکومت اور اٹارنی جنرل کا اختلاف قوم کے سامنے آیا ہے۔ وہ اس لائق ہے کہ اس کے لئے بحث کو مؤخر کیا جائے اور تمام نقطہ ہائے نظر کو سنا جائے اور غیر متعصبانہ انداز

بیں اصل مسئلے کے بارے میں کوئی رائے قائم کی جائے pre-conceived notion پر جس طریقے سے پوری چیز چل رہی ہے اس بیں آگے بڑھنا بڑا خطرناک ہے۔ لیکن میں اس دلیل کو ذرا سا اور آگے بڑھاؤں گا اور مسئلہ صرف اٹارنی جنرل اور وزیر عدل ان دو افراد کے درمیان اختلاف کا نہیں ہے۔ گو یہ بھی بڑا اہم ہے اور ہمیں اس کا نوٹس لینا چاہیے لیکن اگر آپ پچھلے ایک مہینے کے اخبارات پر نگاہ ڈالیں تو آپ یہ پائیں گے کہ ملک کی بیشتر بار کونسلز نے اس ترمیم کے خلاف رائے کا اظہار کیا ہے گویا کہ پوری لیگل کمیونٹی اس کے خلاف ہے۔ یہ صحیح ہے کہ آج جناب وزیر عدل تھوڑے دنوں کے لئے اس کمیونٹی سے باہر آ کر کے ایوان حکومت میں ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں لیکن بہر حال وہ اسی کمیونٹی کے ایک فرد ہیں۔ اور انہیں اس کمیونٹی کو جس پر اس ملک کی عدلیہ کے کام کرنے کا انحصار ہے، —— اہمیت دینی چاہیئے۔ جو ایک دو بس چھوٹے چھوٹے سے مضامین اخبارات میں آئے ہیں اس بل کی تائید میں حقیقت یہ ہے کہ وہ دلائل سے بالکل عاری ہیں۔ پھر میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ جیسا کہ میں نے اس سے پہلے عرض کیا کہ باقاعدہ لاہور بار کونسل نے جو بہت بڑی بار کونسل ہے، ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی کی بار کونسلوں سے اور پھر ابھی آل پاکستان بار کونسل نے unanimously اس بل کے خلاف رائے کا اظہار کیا ہے۔ اس کی موجودگی میں حکومت کا اس کو سٹیم رول کرنا بڑا ہی غیر حکیمانہ اقدام ہے۔ پھر میں ان کو یاد دلاؤں گا کہ جسٹس دراب پٹیل (ریٹائرڈ) کا ایک بیان "ڈان" میں بھی شائع ہوا ہے انہوں نے بھی اس کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اور خصوصیت سے اس مسئلے کے اوپر اعتراض کیا ہے کہ آخر سول سروس سے آنے والے افراد کو صرف تین سال کا جبکہ باقی سب کے لئے ۱۰ سال کا قانونی تجربہ ضروری ہے، ایسا کیوں کیا جا رہا ہے، تو جناب والا! میں پوری قوت کے ساتھ یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ بل فوری

[Prof. Khurshid Ahmed]

طور پر منظور نہیں ہونا چاہیئے اس ترمیم نے ہمیں اس بات کا موقع فراہم کیا ہے کہ ہم اس کے اوپر از سر نو غور کر سکیں اور جو discrimination اس کی بنا پر ہو رہا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔

دوسری بات میں یہ بھی آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں اور ہمیں اس کی کوئی دلیل نہیں دی گئی ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ سول سروس کی ۱۹۷۳ کی تبدیلیوں کے بعد بھی جو آل پاکستان سول سروسز ہیں غالباً اُس کی گیارہ یا تیرہ کیٹیگریز ہیں ان میں سے آخر صرف ان دو کو کیوں لیا گیا ہے۔ دوسری کیٹیگریز میں بھی جوڈیشل کام کرنے والے ہیں، مثلاً ٹیکسیشن سروس کے بارے میں مجھے علم ہے کہ وہاں ان کا ایک جوڈیشل رول ہوتا ہے پولیس سروس کے بارے میں مجھے علم ہے کہ ان کا بھی ایک جوڈیشل رول ہوتا ہے، پولیس سروس سے آپ مختلف سروسز کیڈر کے اندر جو جوڈیشل فنکشنز کے لوگوں کو لائے ہیں تو سوال یہ ہے کہ آپ نے محض ان دو کو ان تیرہ میں سے کیوں pick up کیا ہے اور باقیوں کو کیوں نظر انداز کیا ہے اور مجھے یہ بھی پریشانی ہے کہ اس کی وجہ سے جو نمائندگی صوبوں میں کام کرنے والے جوڈیشل آفیسرز کو آج ملنے کا امکان ہے، وہ کم ہو جائے گی، اور اس طرح صوبوں کی حق تلفی بھی واقع ہوگی۔ ان تمام وجوہ سے میں سمجھتا ہوں کہ جاوید جبار صاحب کی تجویز بہت معقول ہے کہ یہ ترمیم ہمیں کر دینی چاہیے اور دوبارہ اس مسئلے کے اوپر غور ہو، کوئی زیادہ صحت مند انداز میں ہم اس مسئلے کا حل نکال سکیں، شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ۔ شہزادہ برہان الدین صاحب۔

مجاہد برہان الدین خان: جناب عالی! یہ ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ ہم اسلامی قانون لا رہے ہیں مگر یہ سول سروس والوں کو جو لا رہے ہیں یہ تو سب انگریزی قانون سے واقف ہیں۔ اسلامی قانون سے تو کوئی بھی واقف نہیں ہے اس لئے یہ تو اسلام کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے، کم سے کم اسلامی قانون والوں کیلئے بھی کچھ کہیں کہ وہ لوگ آئیں اس

بارے میں تو کچھ ہو ہی نہیں رہا ہے اس لئے میں اس کا ذکر کر رہا ہوں۔ صرف اسلام کی خاطر۔

جناب چیئرمین: جناب وسیم سجاد صاحب۔

جناب وسیم سجاد: جناب والا! جس طرح کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ اس قانون کا واحد مقصد یہ ہے کہ ۷۴-۱۹۷۳ء کی انتظامی اصلاحات کی وجہ سے سول سروس چونکہ ختم کر دی گئی تھی اور قانون میں اب بھی سول سروس کا نام ہے تو ہم چاہتے تھے کہ یہ جو حقیقت ہے اس کو قانون میں reflected کیا جائے اور قانون میں اس کے جو successor groups ہیں ڈی ایم جی اور سکریٹریٹ گروپ ان کا ذکر کر دیا جائے۔ یہ ترمیم جو اب جناب جاوید جبار صاحب نے پیش کی ہے کہ آل پاکستان یونیفائیڈ گریڈز کے جو ہم نے دو گروپس کی نشاندہی کی ہے یہ ختم کر دی جائے اور تمام آل پاکستان یونیفائیڈ گریڈز کو اس میں شامل کر دیا جائے۔

اب جناب والا! میں نے جو عرض کیا تھا کہ اس وقت جو مقصد ہے وہ صرف ایک درستی ہے۔ اس ترمیم سے وہ صرف درستی نہیں رہے گی ایک چینج آف پالیسی ہو گی کیوں کہ سول سروس جب قائم تھی تو اس وقت صرف سول سروس کو وہ سروس قرار دے دیا گیا تھا جس کے افراد اس طرف opt کر سکتے تھے جس کے افراد کے لیے لازمی تھا کہ وہ اگر تین سال ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج رہیں اور ان کی عمر چالیس سال ہو تو پھر وہ اہل ہوں گے لیکن اس وقت بھی انکم ٹیکس سروس یا جو دوسری سروسز تھیں جیسے کہ ریلوے سروس یا پولیس سروس تھی لیکن ان کے لوگ اہل نہیں تھے اس وقت ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ درستی کریں۔ یہ کوئی چینج آف پالیسی نہیں ہے اور اب یہ آل پاکستان یونیفائیڈ گریڈز تمام کے تمام اس میں آ گئے تو یہ ایک بہت بڑی چینج آف پالیسی ہو گی وہ چینج ہم اس وقت نہیں چاہ رہے، ہم اس وقت صرف درستی چاہ رہے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ جو روایات، جو قانون، جو طریقہ تقرری ہائیکورٹ کے جج کا رہا ہے پچھلے ڈیڑھ سو سال سے وہی برقرار رہے اور جس طرح کہ پہلے اس برصغیر میں ہائیکورٹ کے جج کی

[Mr. Wasim Sajjad]

تقرری ہوتی رہی ہے پاکستان میں بھی ۱۹۴۷ کے بعد جس طرح ہوتی رہی ہے اس طرح ہی ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ پروونشل جوڈیشری کی حق تلفی ہوگی، بالکل نہیں ہوگی۔ پراونشل جوڈیشری سے ہمیشہ جج صاحبان آتے رہے ہیں اور یہ آئین جو اس وقت موجود ہے یہ اس کا تحفظ کرتا ہے، آئین میں لکھا ہوا ہے کہ کون کون لوگ ہائیکورٹ کے جج مقرر ہو سکتے ہیں اور یہ ایک متفقہ آئین ہے، ۱۹۷۳ میں پاس ہوا تھا اس میں تینوں چیزوں کا ذکر ہے کہ ایک وکیل جو دس سال کا تجربہ رکھتا ہو وہ اہل ہے ایک ایسا شخص جو دس سال تک ایک عدالتی عہدے پر فائز رہا ہو، وہ اہل ہے، چاہے وہ سول جج ہی رہا ہو۔ دس سال سول جج رہے تو آئین کے مطابق وہ اہلیت رکھتا ہے اور پراونشل جوڈیشری کے لوگ اس کی جو کیٹیگری ہے کہ دس سال کا عدالتی عہدہ ان کے پاس ہو اس کے تحت وہ اہل ہوتے ہیں۔ یہ تیسری کیٹیگری جناب جو شروع سے برصغیر میں ہمیشہ سے، جب سے ہائیکورٹس بنی ہیں اور پاکستان میں ۱۹۴۷ کے بعد جب سے پاکستان میں ۱۹۵۶ کا آئین، ۱۹۶۲ کا آئین، ۱۹۷۳ کا آئین بنا ہے یہی طریقہ کار رہا ہے تو یہ سنٹرل سروسز کے لوگ جو ہیں وہ اہل تھے ان مخصوص شرائط کے تحت جو کہ آئین میں دے دی گئی ہیں، تو ہم اس وقت تبدیلی نہیں چاہتے، اگر یہ چاہتے ہیں کہ آل پاکستان یونیفائیڈ گریڈز کے تمام لوگ ہونے چاہئیں تو وہ ایک بہت بڑی پالیسی چینج ہوگی جناب، اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کو اس چیز پر غور نہیں کرنا چاہیے کہ اتنی بڑی چینج کر دی جائے پھر تو لوگ کہیں گے کہ ہم تو بنیادی چینج کر رہے ہیں، ہم وہ نہیں چاہتے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ سول سروس آف پاکستان جس طرح کہ پہلے تھی اس کے successor group یعنی ڈی ایم جی گروپ اور سیکرٹریٹ گروپ تو یہ کیوں کیا ہے جناب کے سیکرٹریٹ گروپ اور ڈی ایم جی گروپ میں بھی جو لوگ آتے ہیں ان کو عدالتی تجربہ ہو جاتا ہے مثلاً ایک شخص جب اے سی اپوائنٹ

ہوتا ہے یا ڈی سی اپوائنٹ ہوتا ہے تو اس کے پاس عدالتی تجربہ ہوتا ہے وہ بطور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے کام کرتا ہے، یا اے سی ہوتا ہے وہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ کے طور پر کام کرتا ہے اس کے پاس مقدمات آتے ہیں، لہٰذا وہ تجربہ بھی ایک عدالتی تجربہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس پر شرط لگا دی گئی ہے کہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بنے تو جناب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کوئی راتوں رات تو نہیں بنتا آپ کو پتہ ہے اتنا لمبا تجربہ ہے کہ وہ جوڈیشنل سائیڈ پر کرتے ہیں، اس کے بعد ان کی ٹریننگ ہوتی ہے، ان کو کچھ عرصہ سول جج لگایا جاتا ہے ـــــ تھرڈ کلاس سول جج، سیکنڈ کلاس سول جج، فرسٹ کلاس سول جج لگتے ہیں اس کے بعد ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج، پھر ڈسٹرکٹ جج بنتے ہیں تو یہ اہلیت لکھی گئی ہے لیکن پریکٹیکل ٹرمز میں جناب میرا خیال ہے کہ کوئی شخص بھی بیس سال کی ڈسٹرکٹ ججی کے بعد ہائیکورٹ کا جج نہیں بن سکتا اور اب تو عمر کی قید بھی ہے کہ کم از کم ۴۰ سال اس کی عمر ہو تو چالیس سال عمر ہونے کے لئے بھی اس کو کم از کم سروس کے لئے ۱۵ سال کا تجربہ اس سروس میں بھی چاہیئے ہوگا۔ تو حقیقت میں یہ ہوتا ہے جناب۔ اہلیت تو یہ ہے کہ دس سال کا سول جج بھی ہو سکتا ہے لیکن کبھی ہم نے یہ نہیں سنا کہ دس سال جس نے سول ججی کی ہو اس کو ہائیکورٹ کا جج بنا دیا جائے۔ تو حقیقت میں جناب بات یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ جج بننے کے لئے اس کو کافی عدالتی تجربہ چاہیے ہوگا اس کے بعد ڈسٹرکٹ جج بھی حقیقت میں کم از کم ۸، ۱۰ سال رہے گا تو وہ ہائیکورٹ کا جج بنے گا۔

تیسری چیز جناب میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تاثر بھی غلط ہے کہ ہم فوری طور پر کوئی یہاں سے لوگ لا کر ہائیکورٹ کے جج بنا دیں گے۔ جناب یہ کوئی بات نہیں ہے اس وقت صرف ہم درستی کر رہے ہیں۔ یہاں پر لوگ Opt کریں گے تو دیکھا جائے گی، آئندہ چند سالوں میں اس کا شاید کوئی اثر آئے ہو سکتا ہے کوئی Opt ہی نہ کرے اگر کوئی Opt بھی کرے تو ہو سکتا ہے، چیف جسٹس، پریذیڈنٹ، چیف جسٹس ہائیکورٹ کسی کو مناسب

[Mr. Wasim Sajjad]

نہ تصور کریں کہ اس کو ہائیکورٹ کا جج بنایا جائے تو اس وقت جناب میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی تبدیلی نہیں لائی جا رہی ، یہ صرف ایک درستی ہو رہی ہے technical flaw جو ہم نے قانون کو دیکھتے ہوئے نوٹ کیا کہ یہ technical flaw ہے اس کو دور کیا جائے ، لیکن ہائیکورٹ کی انڈیپینڈنس ، ہائیکورٹ میں اپوائنٹمنٹ کا طریقہ کار ، مختلف گروپس کی اپوائنٹمنٹ اور ان کا کوٹہ جو کہ ایک مخصوص تعداد ہوتی ہے ۔ ان کو ہم وکلاء سے لیتے ہیں وہ برقرار رہے گا ایک تعداد ہوتی ہے جو ہم پراونشل جوڈیشری سے لیں گے وہ بھی برقرار رہے گا ، یہاں کے لوگ آئیں گے تو دیکھا جائے گا جناب ، فوری طور پر کسی کی کوئی تقرری نہیں ہو رہی ہے اگر کوئی خدشہ ہے تو میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کسی کو ہم سول سروس سے فوری طور پر نہیں لا رہے ، یہ وضاحت ہونی چاہیے ، شکریہ !

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب پروفیسر خورشید صاحب ۔

پروفیسر خورشید : شکریہ ! میں صرف تین باتیں بہت ہی مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں پہلی بات یہ ہے کہ محترم وزیر عدل کا سارا استدلال یہ ہے کہ ہم کوئی تبدیلی نہیں چاہتے ہم کوئی نئی چیز نہیں کر رہے ہیں ، سوال یہ ہے کہ یہ دستور ۱۹۷۳ میں بنا ہے ۔ آج ہم ۱۹۸۸ میں ہیں اگر ۱۵ سال سے آپ کو اس ترمیم کی ضرورت پیش نہیں آئی اور نہ کوئی آسمان گرا اور نہ کوئی زمین پھٹی ، نہ کوئی مسئلہ پیش آیا تو پھر آخر اب اس کی آپ کو کیا ضرورت پیش آگئی ، دوسری بات یہ ہے کہ وہ برابر یہ کہتے ہیں کہ صاحب دیکھیئے کوئی نئی بات نہ کیجئے ہم تو بس جو سو سال کی روایت ہے اس پر قائم رہنا چاہتے ہیں ، میں ان کو اقبال کا وہ شعر سنانا چاہتا ہوں کہ :-

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

آپ کی ذمہ داری تو یہ تھی کہ آپ حقائق کا جائزہ لے کر کے نئی بات لاتے اور اگر جاوید جبار

صاحب نے پہل کی ہے اور ایک مثبت تجویز دی ہے کہ محض جو برطانوی سامراج کے زمانے کی چیز تھی اس پر قائم نہ رہیئے بلکہ اپنی تمام آل پاکستان سروس کا دروازہ کھول دیجیئے تو آپ کو اس پر غور کرنا چاہیئے تھا۔ آپ کہتے ہیں کہ ہمیں وقت چاہیئے تو ٹھیک ہے ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ وقت لے لیجیئے اگر ۱۵ سال آپ انتظار کرتے رہے ہیں تو آج کوئی ضروری نہیں ہے کہ لازماً یہ چیز پاس ہو جائے لیکن آپ ذرا غور کیجیئے، غور کر کے کوئی معقول اور نئی چیز لے کر آیئے تاکہ فی الحقیقت ہمارے مسائل حل ہو سکیں اور آخری بات یہ ہے جناب والا! کہ سول سروس کے بارے میں چاہے آپ کتنی بھی باتیں کرتے رہیں لیکن اس قوم کے لوگوں کو یہ اعتماد نہیں ہے کہ وہ کوئی Politically Motivated نہیں ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ اس ملک کی بہت بڑی سیاسی پارٹی فوج اور سول سروس ہے اور اسی لئے وہ اس بات سے بہت خائف ہیں، بلاشبہ آپ نے خلوص ہی سے یہ ضمانتیں دی ہیں کہ ہم ایسا نہیں کریں گے، ہم ویسا نہیں کریں گے، لیکن عوام کو یہ اعتماد نہیں چونکہ ان کو یہ اعتماد نہیں ہے اس لئے وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ دروازہ بند رہے، پندرہ سال سے اگر یہ بند ہے تو اس میں بڑی خیر ہے۔ اب اس دروازے کو نہ کھولیے [illegible] یہی اس ملک کے لئے بہتر ہے اور یہی آئندہ نسلوں کے لئے مناسب رہے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar : Thank you. The contention of the Minister that no basic changes are sought to be made by this Bill is exactly the reason as to why the amendment is being moved and why the Bill is being opposed. It is like looking at a pyramid that has remained unmoved and unchanged for decades and instead of trying to alter or improve the shape of that pyramid that is sitting like a deadweight on our heads you just pick a stone out of that pyramid and say I will correct the stone. No we don't want just the stone to be corrected we want that huge monolithic structure by which administration of justice is conducted to undergo fundamental changes. That is the first point.

[Mr. Javed Jabbar]

The second point is Mr. Chairman, when we suggest that all groups should have that eligibility, we take note of the fact that after the administrative reforms of 1973 there are some basic changes that have taken place in the composition of the different groups that constitute the all Pakistan unified grade system because of the different attitudes that now exist towards service in the Government of Pakistan, towards changing social and cultural values, therefore, the Secretarial Group and the DGM Group do not any longer constitute themselves to be the sole custodians of the finest and brightest in the land. We well know in fact the irony is that the finest and the brightest in the land the so-called preferred service in the Customs and the Income Tax and the Police Service for reasons that need not be gone into at this stage. So, the point at issue is the nature or the composition of these two groups which we seek to change through this particular amendment has undergone a fundemental change after the 1973 administrative reforms, therefore, this Bill does not take note of reality. And thirdly and lastly Sir, the Civil Service, unfortunately even today as the Local Bodies polls have demonstrated at the high level, at the junior level, have been used as an instrument of political will, therefore, they cannot constitute a source to fulfil the requirements of the judiciary. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. I will put the question now. I think it has been debated enough. The question is that the amendment moved by Mr. Javed Jabbar that in Clause 2 of the Bill, as passed by the National Assembly, in paragraph (b) the words "Secretariat Group and Distric Management Group of the", be deleted.

(The Amendment was rejected)

Mr. Chairman : The amendment is rejected. I will now put the question with regard to clause 2 as a whole. The question is :

"That Clause 2 do stand part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Clause 2 stands part of the Bill. We take up now the Clause 1, short title and preamable. There are no amendments and I will put the question straightaway that Clause 1, the short title and preamable stand part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Clause 1, short title and the preamable stand part of the Bill. You now move your motion.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I beg to move :

"The Bill further to amend the Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) Act, 1965. [The Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) (Amendment) Bill, 1987], be passed.

Mr. Chairman : The motion moved is :

"The Bill further to amend the Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) Act, 1965. [The Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) (Amendment) BIll, 1987], be passed.

Professor Khurshid Ahmad : Opposed.

Mr. Javed Jabbar : Opposed

Mr. Chairman : Opposed. If you have to say anything please go ahead.

Mr. Javed Jabbar : Well Sir, we reiterate. We don't want to repeat or take up undue time. We repeat and reiterate all the statements made in the first reading and in the second reading today we request and pray that the Federal Minister for Justice takes note of those principles.

پروفیسر خورشید احمد: میں بھی جناب والا! ان تمام دلائل کا اعادہ کرنا تو ضروری نہیں سمجھتا لیکن اس موقع پر برائے ریکارڈ یہ بات ضرور کہنا چاہتا ہوں اور اور مخلصانہ اپیل بھی کرتا ہوں کہ یہ آخری موقع اس بل کی حد تک ہے اگر وزیر عدل فی الحقیقت اس ملک کی عدلیہ کے ساتھ کچھ عدل کرنا چاہتے ہیں تو اس پر اصرار نہ کریں اب بھی وقت ہے کہ اسے مزید غور کے لیئے ملتوی کرلیں اور revise کرکے کوئی بہتر مسودہ لیکر آئیں تو انشاء اللہ ان کو ہماری تائید حاصل ہوگی لیکن اگر وہ اس پر اڑے ہوئے ہیں تو ہم مجبور ہیں کہ ہم اس کی مخالفت کریں۔

جناب چیئرمین: جناب مولانا کوثر نیازی صاحب۔

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! میں اپنے دونوں دوستوں کی تائید میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ملک جن ستونوں پر کھڑا ہوتا ہے ان میں ایک اہم ستون عدلیہ ہے پارلیمنٹ جبکہ زیادہ طاقتور نہ ہو اور انتظامیہ پر سے بھی لوگوں کا اعتماد اٹھ جائے تو ایسے میں عدلیہ ایک ایسا ادارہ ہے اور ایک ایسا institution ہے جو لوگوں کی امیدوں کا مرکز ہوتا ہے ہمارے ملک میں چند مثالوں کو چھوڑ کر عدلیہ کی روایات بڑی درخشاں رہی ہیں اور یہ بہتر ہوگا کہ حکومت اس کے اندر آمیزش کرکے اس کے خالص پن کو ختم کرنے کی کوشش نہ کرے۔ عدلیہ کے اندر انتظامیہ کو گھسیڑنا اور قانون کے ماہرین کو اس سے محروم کرنا یہ ایک ایسی روایت ہوگی جو آگے چل کر ملک کے لیئے نیک فال ثابت نہ ہو سکے گی میں اپنے دوستوں کی تائید میں اپنے عزیز وسیم سجاد سے

اوران کی معرفت حکومت سے یہ درخواست کرونگا کہ وہ اس بل پر مزید نظر ثانی کریں اور اسے فوری طور پر پاس کرنے سے دریغ کیجیے، گریز کیجیے تاکہ اس کی خامیوں کو دور کرکے عدلیہ کے وقار کے مطابق ایک صحیح بل لایا جاسکے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ! جناب وسیم سجاد صاحب۔

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I reiterate all the arguments which I have given and as they are requesting me and praying that I should not press it I would request them and pray to them that please guide the nation correctly. Don't give the impression that something revolutionary is being done. Please understand that what we are trying to do is to make a simple correction in the law. Please, understand that this Constitution in accordance with which we are acting is a unanimously accepted Constitution and this provides for the method of appointment. Please understand that the judiciary is not being touched. Please understand that the method of appointment is not being changed. Please understand that we are following the traditions of the last 150 years. Please understand we are not doing anything new. I pray to them to please correctly guide the nation and don't create confusion by making speeches by which people will probaly feel that something new is being done. This is a simple correction, a technical correction in the lasw necessitated by the fact that the law says, and 'Civil Service of Pakistan' no longer exists and in a routine review of these laws we felt that we must make that correction because it has bcome a redundant law. As far as the actual appointment is concerned, the actual appointment means that the highest in the judiciary will be involved in this and the people who deserve it, only they will go into it and I do not see any prospect of this happening at least for the next five ten years because there is nobody so far coming over to this side. So, please correctly guide the nation on this point.

Mr. Javed Jabbar : Point of order, Mr. Chairman. The Minister suggests that we may inadvertantly or deliberately be misguiding the nation. This point must be stated very clearly. We are willing to be persuaded, Mr. Chairman, if the Minister for Justice persuades his own sector which is the legal fraternity and is able to convince his own Attorney-General, we are willing to be persuaded.

[Mr. Javed Jabbar]

Secondly, Mr. Chairman, we are responding to his remarks because we are addressing this request for review to a Government that has withdrawn its own well prepared annual budget. If a Government can withdraw its own budget without resigning and get the second budget passed, what are we asking for? We are saying, "this is just a technical Bill," according to the words of the Minister himself, "and the earth would not be shaken", according to his own interpretation. So, if the budget did not manage to shake this Government why should a Bill manage to delay in any way the administration of justice which, according to him, is being conducted most efficiently.

Mr. Chairman : Thank you. I think every member is entitled to his point of view. I think he has made an appeal to you. If you do not agree, you are entitled to your views. That is the end of the story. That is sufficient.

Yes. Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد: اگر آپ اجازت دیں تو ان کی اپیل کے response میں ایک بات میں بھی عرض کر دوں؟

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

پروفیسر خورشید احمد: اور وہ یہ ہے کہ جس چیز کو محترم وزیر عدل اس انداز میں پیش کر رہے ہیں کہ یہ ایک oversight تھی۔ ۱۹۷۳ کا دستور ایک متفقہ دستور ہے وہ اب اس کو implement کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں ان سے درخواست کرونگا کہ وہ اس پر ایک دوسرے پہلو سے غور کریں اور وہ یہ ہے کہ جب ۱۹۷۳ کا دستور بنا تو اسی کے بنانے والوں نے جان بوجھ کر، ۱۹۶۵ کے اس قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس لئے کہ دستور میں انہوں نے یہ بات رکھی تھی کہ عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ الگ کرتا ہے اور پانچ سال کے اندر اندر کر دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس پارلیمنٹ نے کوئی تبدیلی اس قانون میں نہیں کی تاکہ ۱۹۶۵ کا وہ قانون آپ سے آپ redundant

ہو جائے گا اور وہ redundant ہو گیا اور ۱۵ سال سے وہ مردہ پڑا ہوا تھا، انہوں نے اس مردہ میں دوبارہ جان ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ ان کے لیے موافق چیز یہ تھی کہ اس مردہ کی وہ تجہیز و تکفین کر دیتے تاکہ عزت کے ساتھ وہ قبر میں چلا جاتا۔ تو یہ تھا

intent of the law makers and the intent of the legislature

ں پر ۱۵ سال سے ہم چل رہے ہیں، آپ اس سے deviate کر رہے ہیں۔ خدا را deviate نہ کریں اور جو بات ہم آپ سے کہہ رہے ہیں وہ پورے خلوص سے کہہ رہے ہیں یہ آپ نہ سمجھیں کہ محض حکومت کی مخالفت ہمارے پیشِ نظر ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ عدلیہ اور انتظامیہ الگ الگ ہوں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ عدلیہ میں انتظامیہ سے لوگ نہ آئیں اس میں اس ملک کی خیر ہے اور اسی وجہ سے ہم یہ بات کہہ رہے ہیں۔ میں جو بات کہہ رہا ہوں وہ دراصل اس بنا پر کہہ رہا ہوں کہ ۱۹۷۳ میں آئین کا implemention ہوا تھا، یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ۱۹۶۵ کے آئین کو ٹچ نہیں کیا اور اس طرح اسے اپنی موت آپ مرنے دیا۔ اب آپ اسے نئی زندگی نہ دیں

Mr. Chairman : I think the House has run out of arguments and the honourable Members are repeating themselves. I better put the question. The question is :

> "That the Bill further to amend the Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) Act, 1965 [The Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) (Amendment) Bill, 1988], be passed."

Mr. Javed Jabbar : Division

Prof. Khurshid Ahmed : Division.

Mr. Chairman : All right.

[Vote was taken by division; Ayes 24, Noes 5]

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : 24 against 5. So the Bill is passed.

Now take up the next item.

Aheer Sahib, can you wait so that we finish the Rules first and then take up the discussion on the adjournment motion?

Interruption

Malik Nasim Ahmad Aheer : Sir, I would request if we could proceed with the debate on the adjournment motion. I would request the honourable Members to kindly allow me to wind up the debate because it has been hanging on and now I think the attention has also been diverted from the internal affairs of the country to the internal affairs of the Senate. So, if you kindly allow me to wind up, Sir, I would be grateful.

Mr. Chairman : I would request that we listen to the honourable Minister for Interior and he may wind up the debate. I do not say that Members are not entitled and they would not be able to make further contribution to the discussion that has been going on for the last two or three days but I think, in view of the shortage of time I would request that the honourable Minister winds up and those Members who are still there on the list may please forego their right to speak on this subject.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : May I request to the honourable Minister that the Rules are very very important and if the winding up of the Minister may be reduced slightly in time we would appreciate it because we know the internal situation. So, you can wind up quickly.

Malik Nasim Ahmed Aheer : I will be very brief, Sir.

میں جناب آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اظہارِ خیال کا موقع دیا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اندرونی صورت پر ایک ایڈجرنمنٹ موشن تھی جسے آپ نے میری پیش کردہ اندرونی صورت حال پر بحث کی تحریک میں مدغم کر دیا۔ اس سلسلے میں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ موجودہ سینیٹ، جس کا تقریباً یہ آخری اجلاس ہے، اتفاق سے اس دن میں تقریر کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اس دن کے بعد میرے اہم بھائی اور ساتھی، جن کی رہنمائی اس ایوان کو حاصل رہی، وہ ریٹائر ہو رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ دوبارہ بھی اس ایوان میں نمائندگی کے لئے جگہ پائیں گے اور اپنا وہ تاریخی کردار جو وہ ادا کرتے رہے ہیں، ادا کریں گے۔ میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ ان کی آراء جو مختلف اوقات میں میرے سامنے آئیں اور خاص طور پر اندرونی صورت حال پر بحث کرتے وقت میرے سامنے آئیں، وہ میرے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گی، انہوں نے جو انتہائی مدلل، فکر انگیز اور مثبت باتیں کہی ہیں۔ ان سے مجھے بہت رہنمائی ملی ہے۔

جناب والا! ان کا اپنا نقطہ نظر ہے، حکومت کا بھی ایک اپنا نقطہ نظر ہے ان میں کچھ پہلو ایسے ہیں جو شاید میرے بھائیوں سے پوشیدہ رہ گئے ہوں۔ یا جو پہلو انہوں نے ارشاد فرمائے ہیں ان کے سلسلے میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات جو اس ملک کے بارے میں کہی گئی تھی، وہ یہ کہی گئی کہ اس ملک میں امن عامہ کی صورت حال انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ "لفظ" ناگفتہ بہ "تک کا استعمال کیا گیا اور یہاں تک بھی کہا گیا کہ اب جب لوگ بازاروں میں جاتے ہیں تو انہیں اس بات کا بھی یقین نہیں ہوتا کہ وہ زندہ بھی واپس جائیں گے یا نہیں۔ جناب والا! میرا خیال ہے کہ یہ بات کچھ زیب داستان

[Malik Nasim Ahmed Aheer]

کے لیئے بڑھا چڑھا کر بیان کی گئی ہے۔ آپ جب بھی کسی چیز کا مقابلہ کرتے ہیں، تو اس کا مقابلہ اردگرد کے ممالک سے، ماحول سے کرنا چاہیئے۔ اس وقت دنیا ایک ٹرانسفارمیشن سے گزر رہی ہے۔ اگر اس طرح سے مقابلہ کیا جائے تو پاکستان آپ کو امن و آشتی کا ایک گہوارہ نظر آئے گا۔

جناب والا! میں کوئی زیادہ دور نہیں جاؤں گا لیکن آپ کے اردگرد کے ممالک کی چند مثالیں پیش کروں گا۔ ہندوستان جو ہمارا ایک بہت بڑا پڑوسی ملک ہے جہاں میرا خیال ہے کہ چالیس برس میں ایک مرتبہ بھی مارشل لا نہیں لگا اور جمہوریت جو ہے وہ نہایت خوبصورت طریقے سے چل رہی ہے۔ لیکن اس ملک میں صرف اپنے پڑوس کے ایک صوبے کی صورت حال کو دیکھ لیں، آپ اخبار اٹھا کر دیکھ لیں، کسی دن بی بی سی کوشش کر دیکھ لیں، اپنے ریڈیو کوشش کر دیکھ لیں، ہندوستان کا ریڈیوشن کر دیکھ لیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ کتنی تعداد میں لوگ ایک خاص ایجی ٹیشن کی خاطر، ایک خاص مقصد کی خاطر، وہاں قتل کئے جا رہے ہیں اور حکومت تقریباً ان کے سامنے بے بس نظر آتی ہے۔

جہاں تک ہمارے ملک کا تعلق ہے ہمیں اس وقت بم بلاسٹ کا جو بڑا مسئلہ درپیش ہے۔ اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے ملک میں امن و امان کی صورت حال کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو وہ عوامل ہیں جو ہماری قوت سے باہر ہیں، جو ہمارے ملک کی حدود سے باہر ہیں، ہمارے ملک میں کوئی پولیٹیکل ایجی ٹیشن نہیں چل رہی ہے۔ ہمیں اس قسم کی صورت حال کا سامنا نہیں ہے، جیسے ایسٹ پنجاب میں ہندوستان کی حکومت کو ماتری پورہ میں، یا تامل ناڈو میں درپیش ہے یا سری لنکا میں حالات ہیں۔ political objectives کے ساتھ وہاں کے لوگ اپنی ہی حکومت کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ لیکن پاکستان کے اندر ایک بالکل مختلف صورت حال پائی جاتی ہے۔ پاکستان کے اندر جو بم بلاسٹ کی صورت حال ہے، اس کے پیدا ہونے میں جو عوامل

کار فرما ہیں، میرا خیال ہے کہ اس سے یہ ایوان، یہ ملک، اور تقریباً تمام دنیا واقف ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک اسلامی اور غیر جانب دار ملک ہے جو صدیوں سے خود مختار اور آزاد ہے۔ جس پر اگر کسی نے قبضہ کرنے کی کوشش کی بھی تو ہمارے غیور افغان بھائیوں نے اس کوشش کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ اور 1978ء میں جب یہ روسی فوجیں اس میں داخل ہوئیں تو اس وقت افغان غیور عوام نے ان کی مزاحمت کی اور انہوں نے وہاں اپنی آزادی اور مختاری کے لئے جنگ کا آغاز کیا۔ روسی فوجیں وہاں پہنچیں جو یقیناً پاکستان کی دعوت پر وہاں نہیں آئیں اپنے کسی مقاصد کے تحت آئیں جب انہوں نے وہاں قبضہ کیا تو وہاں کے غیور اور باعزت افغان مجاہدین نے انکی مزاحمت کی اس کے نتیجے میں پاکستان کو بھی ایک ایسی صورت حال سے دوچار ہونا پڑا کہ وہاں سے تقریباً ۳۰ لاکھ افغان مہاجرین پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے اور اسی طرح ایران میں بھی انہوں نے پناہ لی۔ اب پاکستان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہم نے امریکیوں کی یہ پالیسی اپنائی، امریکی مفاد کے تحت ہم نے افغانوں کی امداد کی۔ امریکیوں کا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ تعلق تو ہمارا تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ہم کسی سپر پاور کے اس حق کو تسلیم کر لیں کہ وہ کسی ملک کے اندر اپنی طاقت کے بل بوتے پر گھس جائے اور اپنی مرضی کی حکومت قائم کر لے تو دنیا میں کہیں بھی امن قائم نہیں ہو سکتا اور اس طریقے سے جو چھوٹے اور کمزور ممالک ہیں ان کی آزادی اور خود مختاری کی کہیں بھی ضمانت مل نہیں سکتی چونکہ یہ حق تو ہم اپنی فوج کو بھی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ وہ اپنی مرضی کی حکومت قائم کرے لیکن ہم اس بات کو کیسے تسلیم کر لیں کہ دوسرے ممالک کی فوجیں کسی دوسرے چھوٹے ملک میں داخل ہو کر اپنی مرضی کی حکومت قائم کریں۔ تو جناب بنیادی جھگڑا یہ تھا۔

مجھے افسوس ہے جناب کہ تخریب کاری دو طریقے سے ہو رہی ہے ایک تخریب کاری وہ ہے جس کے خلاف اب پاکستان نے ایک اصولی اسٹینڈ لیا جسکو تمام دنیا نے

[Malik Nasim Ahmed Aheer]

سراہا۔ اس سال بھی یونائیٹڈ نیشنز میں ۱۲۳ ممالک نے پاکستان کے اس منصفانہ موقف کی حمایت کی اور اسکے بدلے میں پاکستان کو اور اسکے عوام کو نہتے اور معصوم و بے قصور عوام کو، بچوں اور عورتوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا، کبھی بوری بازار میں بم پھینکے گئے کبھی راجہ بازار اور مینگورہ بس سٹینڈ پر بم پھینکے گئے۔ میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں، کیا قصور ہے ان لوگوں کا، ان مظلوم بچوں کا کیا قصور ہے جنہیں اپنے ناپاک عزائم کی خاطر بم بلاسٹ کا نشانہ بنا رہے ہیں یہ دکھ کی بات ہے۔ لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ جو لوگ پاکستان کی اس خارجہ پالیسی پر نکتہ چینی کرتے ہیں اپنی فوج پر نکتہ چینی تو کرتے ہیں۔ لیکن ان کی زبان سے کبھی ایک لفظ تک اُن روسی فوجوں کے خلاف جو دوسرے ملک پر چڑھ دوڑی ہے نہیں نکلا، میں ان کو ان سے زیادہ تخریب کار کہتا ہوں۔ جو ملک میں مایوسی پھیلانے کا سبب بن رہے ہیں کہاں ۱۰ لاکھ افغان مجاہدین، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں، مظلوموں کو شہید کر دیا گیا۔ لیکن ایک لفظ تک ان کے لئے ان کے منہ سے نہیں نکلتا۔ لیکن پاکستان کے اندر بم بلاسٹ ہوتے ہیں یہ ہمارے بھائی پاکستان کی آزادی اور مختاری کے لئے کیا مدد کر رہے ہیں ان لوگوں کا پاکستان کے موجودہ عوام قرض نہیں اتار سکتے جنہوں نے پاکستان کی آزادی اور مختاری کے لئے قربانیاں دی تھیں جن کے بدلے آج پاکستان ایک آزاد اور خود مختار ملک بنا ہوا ہے، اسی طرح ہمارے یہ بچے، مائیں، بہنیں اور یہ ہمارے نوجوان شہادت کا درجہ حاصل کر رہے ہیں۔ آئندہ پاکستانی نسلوں پر ان کا قرضہ رہے گا۔ مجھے یہ خوشی ہے کہ افغان عوام کے جذبۂ جہاد و حریت نے آج روسی افواج کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ہمارا روس سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہمارا اصولوں پہ اختلاف تھا۔ روس آج وہاں سے نکل جائے ہم اس سے ہر قسم کے تعلقات بڑھانے کو تیار ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ جو تخریب کاری آج یہاں کے اندر ہو رہی ہے وہ پاکستان کو کس بات کی سزا دی جا رہی ہے کیا پاکستان اصولی طور پر غلط ہے

دوسری بات جو میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے جناب! کہ ملک میں جو regionalism ہے علاقائیت ہے یہ مارشل لاء کا تحفہ ہے۔ جناب میں کبھی نہ مارشل لاء کا حامی رہا ہوں نہ انشاء اللہ کبھی ہوں گا۔ لیکن حقائق کو بیان کرنا بھی ایک ضروری بات ہے۔ جناب! پاکستان کے اندر یہ جو کہا جاتا ہے، علاقائیت اس وقت دنیا کے تمام حصے میں ایک نیا phenomena بڑھ رہا ہے۔ کمیونیکیشن کا جو انقلاب آیا ہے اس نے لوگوں کی توقعات میں بے پناہ اضافہ کر دیا۔ اب جو ٹی وی کی اور ریڈیو کی سیٹلائٹس ہیں وہ ہماری جغرافیائی حدود پر رک نہیں جاتیں waves length۔ اب ہندوستان میں گذشتہ چالیس سال سے جمہوریت ہے وہاں ایسٹ پنجاب میں کس بات پر علیحدگی کا باقاعدہ مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ سری لنکا میں کون ہے وہاں تو کسی نے مارشل لاء نہیں لگایا۔ اور جمہوریت نے جہاں سے جنم لیا ہے یعنی انگلینڈ وہاں آئے دن کس بات پر لڑائی ہو رہی ہے۔ تو یہ مرکز گریز رجحانات ہیں یہ صرف مارشل لاء کی پیداوار نہیں ہیں۔ جو لوگ عوام کو گمراہ کرتے ہیں ان کو ایک بہانہ چاہیے۔ کبھی پاکستان فوج کو پنجابی فوج کہا جاتا ہے۔ جناب والا! میں پنجاب فوج کی حقیقت آج آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں یہ علاقہ وہ ہے جب برصغیر ایک ملک تھا تو اس وقت بھی فوج اس علاقے سے بھرتی کی جاتی تھی۔ اب اگر دیکھیں تو کتنے پرسنٹ لوگ ہیں جو بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں۔ کتنے پرسنٹ لوگ ہیں جو ملتان ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں، کتنے پرسنٹ لوگ ہیں جو فیصل آباد ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں، کتنے پرسنٹ لوگ ہیں جو لاہور ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں، کتنے پرسنٹ لوگ ہیں جو گوجرانوالہ ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں۔ پاکستان کے اندر جو پنجاب نے پانچ سات فور سٹارز جنرل پیدا کئے میں آج ان کے آپ کو نام گنوا دیتا ہوں، جناب جنرل ٹکا خان، انکا تعلق پنڈی ڈویژن سے ہے۔ جناب

[Malik Nasim Ahmed Aheer]

جنرل شریف صاحب انکا تعلق بھی اسی پنڈی ڈویژن سے ہے، جناب جنرل سوار خان، ان کا تعلق بھی پنڈی ڈویژن سے ہے، جناب جنرل اقبال خان، ان کا تعلق اسی پنڈی ڈویژن سے ہے اب بات یہ کہنا کہ پنجاب کی فوج ہے، وہ پنجاب کی نہیں ہے وہ ملک کی فوج ہے جب رن کچھ میں لڑائی ہوتی ہے تو یہی جیالے وہاں جاکر جان دیتے ہیں آج سیاچین پر جب لڑ رہے ہیں تو یہی جیالے جان دے رہے ہیں ان کو کسی علاقے سے منسوب کرنا انتہائی زیادتی ہے۔ یہ پاکستان کا دفاع افغانستان کی سرحدوں پر بھی کرتے ہیں، رن کچھ میں بھی کرتے ہیں، پنجاب اور کشمیر کی سرحدوں پر بھی کرتے ہیں اور ان کو یہ کہنا کہ پنجاب کی فوج مسلط ہے یہ صریحاً ناانصافی ہے۔ کچھ علاقوں کی تعداد زیادہ ضرور ہے لیکن اب ہم جیسے جیسے آگے بڑھ رہے ہیں تو ہم نے سندھ، بلوچستان اور سرحد میں کیڈٹ کالج تمام کئے۔ اب فوج میں جو نئی پود داخل ہو رہی ہے انکا آپ اندازہ لگائیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اس کے اندر جو نئی نمائندگی آرہی ہے جو بالکل مختلف آرہی ہے اور تمام صوبوں سے لوگ بھاری تعداد میں شرکت کر رہے ہیں۔ تو یہ میرے خیال میں صریحاً بدنام کرنے کی ہمارے دشمنوں کی ایک منظم سازش ہے۔ اور میں فوج کے اس حق کو کبھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ وہ ملک کے اندرونی معاملات میں کبھی مداخلت کرے۔ فوج ایک قومی ادارہ ہے اس کو قوم کی تائید اور حمایت بھی حاصل ہے اور وہ لوگ جو پاکستان کے عوام کو فوج کے خلاف اکساتے ہیں ان کو میں کبھی اس ملک کا بہی خواہ تسلیم نہیں کر سکتا۔

جناب والا! میں اس سے آگے یہ گزارش کرونگا کہ ہماری ایک جماعت جس کو کسی زمانے میں اس ملک میں مارشل لاء کی بی ٹیم کہا جاتا تھا وہ اس وقت موجود ہے اتفاق سے آج صبح میری ان کے امیر سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا کہ میں بہت خوش ہوں کہ آج آپ یہاں موجود ہیں۔ جناب جب جنرل ضیاء الحق کی مکمل وردی تھی تو اس وقت تو کوئی اعتراض نہیں

تھا اور اس وقت تو مارشل لاء کے تحت وزارتیں بھی قبول کریں ۔ لیکن جب انکی وردی تبدیل کی پوری طرح قابو میں آچکی ہے تو پھر اب ان کو اعتراض ہے پھر ہمیں یعنی مسلم لیگ کو مارشل لاء کا طعنہ دیا جاتا ہے کہ ہم وردی کو برداشت کئے ہوئے ہیں ۔ وردی کے ساتھ اس ملک کے عوام اور خاص طور پر آپ لوگ تعاون نہ کرتے تو شاید مارشل لاء اتنا طوالت نہ پکڑتا ۔ آپ نے ان کا ساتھ دیا اور مارشل لاء اس ملک پر مسلط رہا ۔ مارشل لاء کے تحت آپ نے وزارتیں قبول کیں ۔ جو کسی سیاسی آدمی اور سیاسی جماعت لیے بڑی افسوسناک بات ہے لیکن آج جب ہم اس ملک کو جمہوریت کے صحیح راستے پر چلا رہے ہیں اور تین سال خدا کے فضل و کرم سے گزر گئے ، لوکل کونسل الیکشن آرام سے کروا دیئے ۔ سینیٹ میں بھی آپ نے دیکھا کہ کسی قسم کی کوئی دھاندلی نہیں ہوئی ہم آگے بڑھ رہے ہیں ۔ تو اس قسم کی صورتحال پیدا کرنا کہ پھر ایسے حالات پیدا ہو جائیں مجھے اس کا افسوس ہے ۔

جناب چیئرمین ! آپ اور مولانا کوثر نیازی کی موجودگی میں آپ مجھے یہ طعنہ نہ دیجئے گا کہ میں شعر غلط پڑھ رہا ہوں میں نے صرف دو الفاظ اس میں بدلے ہیں اور اس سے میرے خیال میں کافی جذبات کی ترجمانی ہو سکے گی کہ :

ہیں آج کیوں مجرم کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخیٔ فرشتہ جن کی جناب میں

تو کل تک تو سب بات ٹھیک تھی ۔ فرشتے بھی اگر ان کی جناب میں گستاخی کرتے تو وہ ناقابل قبول تھی آج سارے گناہ ان کی جھولی میں ڈال دیئے جاتے ہیں مجھے اس بات کا افسوس ہے میں کہتا ہوں کہ دو چیزوں کے لئے جنرل ضیاء الحق سے میرا ڈٹ کر اختلاف رہا ہے ۔ میں نے کبھی ان کے ساتھ ہاتھ نہیں ملایا جب تک وہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر رہے ۔ میں نے ان کے دور میں ڈیڑھ سال تک جیل کاٹی ہے لیکن دو باتوں کے لئے میں ان کو سلام کروں گا ۔ ایک یہ کہ انہوں نے افغانستان کے مسئلے پر پاکستان کے صحیح موقف اور جذبات کی

[Malik Nasim Ahmed Aheer]

ترجمانی کی، دوسرے یہ کہ انہوں نے رضاکارانہ طور پر اس ملک کو جمہوریت کا عمل دیا اور میں تحسین پیش کرتا ہوں وزیراعظم محمد خان جونیجو کو کہ اکثر میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے جو سیاستدان ہیں وہ آگے چلتے ہیں یا دم لا دُم کٹوا بیٹھتے ہیں یا جمہوریت کی دم کٹوا بیٹھتے ہیں۔ اس نے جمہوریت کو بحال رکھا اور اس خوب صورت انداز سے کہ اب خدا کے فضل سے اس ملک میں جمہوریت بڑے خوبصورت انداز سے چل رہی ہے۔

ملک کے اندر امن عامہ کی صورت حال ایسی نہیں ہے کہ جس کے لئے سر پر یوں ہاتھ رکھا جائے۔ میں اس کو تسلی بخش کہنے کے لئے تیار نہیں ہوں اس میں خامیاں ہیں اس میں امپرومنٹ کی ضرورت ہے لیکن جناب چیئرمین! اگر آپ اسے غور سے دیکھیں تو خدا کے فضل سے دس سال میں پہلی دفعہ اس ملک کا محرم امن و امان سے گزر گیا ہے۔ جناب ورلڈ کپ پر بی بی سی کا تبصرہ ہو رہا تھا کہ پاکستان میں موجودہ صورت حال میں ورلڈ کپ کا کروانا خطرناک ہوگا لیکن خدا کے فضل و کرم سے لاکھوں کا مجمع ہوا اور آرام سے یہ مرحلہ بھی گزر گیا۔ جناب چیئرمین! لوکل کونسل کے الیکشن میرا خیال ہے کہ آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ پچھلے الیکشن میں کتنے قتل ہوئے تھے کتنے لوگ مارے گئے تھے اور اس موجودہ الیکشن میں اس قسم کا کوئی تشدد نہیں ہوا۔ ابھی جناب ہمارے ملک میں ایک بہت بڑا واقعہ ہوا تھا جناب عبدالغفار خان کا انتقال۔ ان کے جنازے میں جناب راجیو گاندھی بھارت سے تشریف لائے اور انہوں نے ایک گھنٹے کے نوٹس پر یہاں شرکت کی۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ بخیریت واپس پہنچ گئے۔ حالانکہ ان کے اپنے ملک میں حالت یہ ہے کہ دہلی میں اپنے یوم جمہوریہ میں بھی وہ بلٹ پروف کیبن میں بیٹھ کر نظارہ کر سکتے ہیں، کھل کر سامنے نہیں آ سکتے۔ لیکن پاکستان میں وہ کھلے بندوں آئے۔ وہاں آپ بھی تھے میں بھی تھا صدر محترم بھی تھے اور جس انداز سے آپ اور ہم سب اس اجتماع میں گھسے ہوئے تھے وہ قابل دید تھا یہ مرحلہ بڑے آرام سے گزر گیا اور اس کے برعکس دیکھئے کہ جنازہ طورخم بارڈر، جلال آباد تک پر امن جاتا ہے، جب

جنازہ افغانستان کے اندر پہنچتا ہے تو گن شپ ہیلی کاپٹر اوپر پہرا رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا کہ افغانستان پوری طرح محاصرے میں ہے۔ لیکن وہاں بھی اتنی سخت سیکورٹی کے باوجود وہ تحفظ نہ کر سکے اور میں آپ سے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس میں پاکستان کا قطعاً کوئی ہاتھ نہیں تھا جہاں تک لاء اینڈ آرڈر کی بات ہے یا ڈکیتیاں ہیں چوریاں ہیں اغوا میں ڈاکہ زنی کی وارداتیں ہیں، میرے نزدیک اس قسم کے جرائم میں اضافہ ہوا ہے اور اس کی وجہ جناب جاوید جبار صاحب نے ٹھیک طور پر کہی کہ ہم نے صحیح منصوبہ بندی نہیں کی تھی۔ ہم نے اپنی پولیس فورس کو اس قابل بنایا ہی نہیں تھا کہ وہ موجودہ چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہو۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے ہم نے اس معاملے میں بڑے مثبت اقدام کرنے کے فیصلے کئے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہم مستقبل کے لئے پلاننگ کر رہے ہیں اور یہی کسی حکومت کا کام ہوتا ہے کہ جب وہ اقتدار سے جائے تو وہ آنے والوں کے لئے مسائل چھوڑ کر نہ جائے بلکہ ان کے لئے بہتری کا سامان کر کے جائے۔ آج جو کام ہم انشاء اللہ کریں گے آئندہ کی نسلیں، آئندہ کا پاکستان اس سے مستفید ہوگا۔

چونکہ یہاں معاملات بنیادی نوعیت کے اٹھائے گئے تھے۔ معیار بحث کا بہت عمدہ تھا اس لئے میں نے تفصیل سے نہیں بتایا کہ ہم نے اتنے ڈاکو پکڑے ہم نے اتنے قاتل پکڑے ہم نے اتنے تخریب کار پکڑے اور ہم نے اتنا اسلحہ برآمد کیا، اس قسم کی رپورٹ دینا میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ یہ فیکٹس اینڈ فگرز ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ میں جناب آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن شکریہ ادا کرنے سے پہلے میں جناب پروفیسر صاحب کی طرف سے اٹھائے جانے والے مسئلے کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ میں نے کہیں اس بارے میں بیان دیا تھا، میں سب کچھ اپنے ساتھ لایا ہوں۔ اس سے آپ کو اندازہ خود بخود ہو جائے گا کہ میں نے کیا کہا تھا اور اسے کس طریقے سے پراجیکٹ کیا گیا۔ جناب پرل کانٹی نینٹل میں ایک مذاکرہ ہوا تھا جس کا

[Malik Nasim Ahmed Aheer]

عنوان تھا شہری اور تعاون ۔ اور اس میں انہوں نے مجھے بطور چیف گیسٹ کے وہاں بلایا تھا
جب وہ ختم ہوا اور ہم چائے کے لئے اکٹھے ہوئے تو کچھ اخباری نمائندوں نے مجھ سے باتیں کیں۔
انہوں نے پوچھا کہ

Why have not you been able to eliminate the sources of terrorism.

I said because they are across the border.

لیکن میں نے ان کے ساتھ اور بہت سی باتیں کیں ۔ اب اس میں جو بڑا جملہ ہے ۔

Aheer confesses Government failure to curb subversion.

یہ تو جناب daily 'Nation' کی وہ خبر ہے اور اس کے علاوہ نوائے وقت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ
عوام بموں کے دھماکوں سے خوفزدہ نہیں ہوں گے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جنگ میں بھی خبر
شائع ہوئی کہ افغان مسئلے کے حل کے بعد مہاجرین کو واپس جانا ہوگا۔ تین سے زیادہ
تخریب کار گرفتار کر لئے گئے ۔ یہ اسی کے حوالے سے ہے ۲ تاریخ کو "نوائے وقت" اور "نیشن"
میں ایک اداریہ نکلا اور اسی دن میں نے جناب مجید نظامی کو ذاتی چٹھی لکھی اس کا تھوڑا سا
حصہ اس وقت میں ایوان میں پڑھ دیتا ہوں ۔ اس سے آپکو اندازہ ہو جائے گا کہ میں نے اس
کی فوری تردید کی ۔

My dear Nizami Sahib,

I am rather amazed at the inference drawn by you from my chat with the newsmen after conclusion of the Seminar organized by the Rawalpindi High Court Bar Association on the 31st December, 1987. Nowhere did I say—we are helpless in the terrorism. In reply to a question why we have not been able to eliminate the sources of terrorism, I said these are across the border. To concludeour helplessness on the abrupt reply is not realistic. We have determinedly fought against this State sponsored terrorism with political objectives and we have not given in and will never. But we should not forget that this is an undeclared war and we cannot escape the wounds.

تو یہ جناب میں نے ان کو چٹھی لکھی تھی ۔ اس لیے شاید مولانا بھی صبح ناراض ہو گئے ہونگے اخبارات میں جو کچھ آتا ہے ان کا اپنا ایک زاویہ ہوتا ہے ۔ اس حساب سے میں نے آپ کو عرض کیا کہ میں نے کسی سٹیج پر یہ نہیں کہا اور کبھی کہنے کو تیار نہیں ہوں ، پاکستان کے دس کروڑ عوام ، ایک ایک بچہ اپنی آزادی اور خود مختاری کے لئے جان دینے کو تیار ہے ۔ اور کسی کے سامنے نہ ہم نے ہتھیار ڈالے ہیں اور نہ انشاء اللہ ڈالیں گے ۔ تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب چیئرمین ! آپ نے مجھے وقت دیا اور میں نے ممبر حضرات کو اس بارے میں حکومت کی سوچ سے آگاہ کیا ۔ میں آپ کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

DRAFT RULES OF PROCEDURE AND CONDUCT OF BUSINESS

Mr. Chairman : Thanks. We take up the last item for today and that is further consideration of the draft Rules of Proceudre and Conduct of Business in the Senate, 1986. I think, the rules were for all practical purposes finalized except for two–one was Rule 56(a) pertaining to 'call attention notices' and the other was with regard to Rule 137 regarding which certain amendments have been moved by the Minister for Justice and Parliamentary Affairs. If you would permit me we take up Rule56(a) first.

Mr. Wasim Sajjad : Yes, Sir.

Mr. Chairman : Now, this morning I tried to prepare a revised draft which I hope, has been circulated to the House. The Minister for Justice has seen it and I am told that probably for a small or a minor amendment he agrees with this. If the House also accepts then I think we can adopt it with the amendment which Mr. Wasim Sajjad might suggest. If you have not read rules, since there is some time, I can go through it very hurriedly. Would you like to do that?

(Voices – 'Yes')

Mr. Chairman : Right. This is a new rule – a new insertion in substitution of what had been reported earlier by the two committees which had gone into this question and also the draft which the Minister for Justice rather the Ministry of Law had circulated. Now, this is in revision of all that. It is a very simple and straightforward rule. It says :

(1) A member wishing to raise a matter of sufficient public importance may call attention of the Minister so such matters by giving notice in writing to the Secretary not less than two hours before the commencement of the sittings in which the notice is proposed to be moved. The notice shall be accompanied by a note explaining the importance of the matter and the reasons for drawing attention of the Minister.

(2) All call attention notices received upto two hours before the sitting would be placed for consideration of the Chairman who would select one of them and not more than two notices in a week for a statement by the Minister concerned at the end of the sitting on the same day or on the following day.

(3) Notices which are not selected for being taken up during the week will lapse. A member may, however, revive his notice for the following week. No notice will be carried beyond two weeks. Because then the urgency would disappear.

(4) "The 'call attention notices' selected by the Chairman would normally be listed in the Orders of the Day."

(5) "There shall be no formal motion before the Senate and no discussion or voting will take place on the notice. The member Who has given notice shall make a brief statement and the Minister concerned shall make a statement on the subject. The statement by the member shall not exceed five minutes and the statement by the Minister shall not normally exceed ten minutes".

(6) "The general principles governing admissibility of question and adjournment motions shall apply *mutatis-mutandis* to the admissibility of call attention notice".

The amendment which Mr. Wasim Sajjad is proposing is that although the notice may be given today but the statement by the Minister should be postponed to the following day to give some time to the Minister in order to be ready with the details of whatever has happened.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, the amendment, I am suggesting, is since you will select the notice i.e. on that day and a statement will be required from the Minister. It should normally be on the following day. However, the Chairman should have the discretion that if there is a matter requiring statement on the same day he can then direct them.

Mr. Chairman : Well this is why I had said that some time the House is considerably agitated about matters which have happened. They want actually before starting a motion or a discussion that the correct facts should be known and since we are not doing away with the adjournment motions, we are not doing away with privilege motions, we are not doing away with motions under Rule 187, we are only dealing with emergency situation and which genuinely the House may need some more information which can only come from the government quarters before they make up their mind what to do next about that particular incident or matter. That is why I had put it that it can be on the same day, towards the end of the day, the notice would have been given two hours before the sitting that is to say if we normally start at 10.00 O'Clock, the notice must have been received either the previous day or by 8.00 O'Clock in the morning. The Secretariat would immediately circulate it to the Minister concerned and then till the end of the day, I think, there is enough time four or five hours which . . . .

(Interruption)

Mr. Wasim Sajjad : Sir, this is how I have put it. . . .

Mr. Chairman : But that would depend on the urgency of the matter itself.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I have put it like this. I should now read like this :

"For a statement by the Minister concerned at the end of the sitting on the following day. However, keeping in view the urgency of the matter the Chairman may direct that the statement shall be made at the end of the sitting on the same day".

Sir, normally it should be the following day if the Chairman so directs that it is urgent and he feels that there is a notice and he can have on the same day.

Mr. Chairman : Then in order to simplify it I think the drafting can be somewhat changed.

Mr. Wasim Sajjad : Yes, Sir.

Mr. Chairman : For a statement by the Minister at the [illegible] end of the sitting on the following day unless the Chair decides or the Chairman determines that the statement should be made on the same day.

Mr. Wasim Sajjad : Correct, that is right.

Mr. Chairman : Javed Jabbar Sahib.

Mr. Javed Jabbar : Two queries on this, Sir. Mr. Chairman, does the present draft specify that a 'call attention notice' can be given on every day of a sitting?

Mr. Chairman : Everyday.

Mr. Javed Jabbar :Including Sunday? Private Members Day; does it say that?

Mr. Chairman : Why not, I think it can be done.

Mr. Javed Jabbar : Not on a Private Members Day?

Mr. Chairman : Not on a Private Members Day.

Mr. Javed Jabbar : Okay. Second point, Sir. Does the present draft specify a time limit in each sitting for 'call attention notices'?

Mr. Chairman : No, let me explain it. Notices would be given. Notices would be put up or they would be considered by the Chairman from day to day. During the course of a week he would select two, not more than two in a week. Now the Member will speak on that motion for five minutes and the Minister for ten minutes ordinarily. So fifteen minutes the whole thing will finish. If a particular motion is not selected by the Chairman that would lapse. Unless the Member decides that from his point of view the matter is important enough, he can revive it then for the next week but then that would be the end of it. If it is not picked up again then it would be finished because the urgency of the matter would have disappeared.

Professor Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! جو وزیر عدل نے ترمیم دی ہے وہ تو میرے خیال میں معقول ہے اور ہمیں اسے قبول کرنا چاہیے، البتہ میری تشویش یہ ہے کہ ہفتے میں آپ زیادہ سے زیادہ دو ایسے نوٹس لے رہے ہیں، یہ ذرا کم ہیں، میرا خیال تھا کہ ہفتے میں زیادہ سے زیادہ تعداد پانچ رکھیئے، اس لئے کہ چاہے آپ وقت اور کم کر دیں یعنی دس منٹ وزیر کے لئے بہت زیادہ ہیں، میرا خیال تھا کہ اگر آپ اس وقت کو کم کر دیں، چار منٹ mover کے لئے اور آٹھ منٹ وزیر کے لئے آپ رکھ دیں یا سات منٹ وزیر کے لئے رکھ دیں تو اس طرح یہ ہوگا کہ وقت زیادہ مل جائے گا اور مزید چیزیں بھی آسکیں گی۔

جناب چیئرمین: عرض یہ ہے کہ ایک معاملے کو زیر بحث لانے کے جو نارمل طریقے ہیں وہ اپنی جگہ پر برقرار ہیں، ان سے کوئی انحراف نہیں، ان میں یہ ایک ایڈیشنل یعنی مزید سہولت دینے کی بات ہے اور میرے خیال میں ہفتے میں دو موشنز سے زیادہ

[Mr. Chairman]

ایک نئی بالکل معاملہ وہ پھر important matters arise نہیں ہو سکتے ہیں otherwise
مختلف نوعیت کی چیز ہونی چاہیے that is why آخر میں مجھے یہ کہنا پڑا کہ

The general principle governing questions or adjourment motions.

یہ نہیں ہے کہ وہ اس کے بالکل لکیر کے فقیر ہوں، لیکن وہاں پر ہے کہ

sensitive matters, secret matters, President's conduct

آپس میں کیبنٹ کے اور پراونشل گورنمنٹ کے مابین correspondence وغیرہ یہ چیزیں زیر بحث نہ

آئیں، تو اس لئے وہ ایک general principle کی بات کی ہے۔ ہندوستان کا جو انہوں نے ذکر کیا ہوا ہے

وہ بہت elaborate ہے، بہت complicated ہے، کچھ ہم نے کوشش بھی کی تھی،

جو منسٹری نے پہلے ڈرافٹ سرکولیٹ کیا ہوا تھا لیکن میرا خیال تھا کہ اس سے اور confusion

بڑھے گا اور معاملہ آسان نہیں ہوگا تو میرے خیال میں اس کو try کر لیتے ہیں

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: نہیں، باقی چیزیں تو بالکل ٹھیک ہیں، صرف ہندوستان میں اگر مجھے

صحیح یاد ہے شاید پانچ دن ہونا ہے 'half an hour' ذرا چیک کر لیں اس کو

Mr. Javed Jabbar : Must it be at the end of the day.

پروفیسر خورشید احمد: ہاں ہندوستان میں بھی یہی ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں I agrre with the approach وہ اس لئے کہ

end of the day تک آپ سب حضرات پھر تشریف رکھیں گے۔

جناب جاوید جبار: ہم تو ہوتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد:- خیر وہ تو ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: جیسے adjourment motion کا وہ... نہیں وہ الگ دن ہو

سکتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: میرے خیال میں اس میں آپ ذرا اور گنجائش پیدا کریں.....

جناب چیئرمین: اس کو آپ ٹرائی کریں، ایک دفعہ یہ ڈرافٹ ہم سب complete کریں بعد میں اگر تجربے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس میں کوئی خامی ہے تو I think.....

پروفیسر خورشید احمد: پھر ہفتے میں آپ کم از کم تین تو کریں، دو کی بجائے تاکہ یہ ہے کہ کچھ تو

جناب چیئرمین: بڑی مشکل سے وسیم سجاد صاحب کو یہ دو پر بھی راضی کروایا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: ان کو تھوڑی سی مشکل میں اور ڈال دیں۔

جناب چیئرمین: پہلے تو یہ ایک کو یعنی سات یا دس consecutive days میں ایک کو مان رہے تھے۔

پروفیسر خورشید احمد: اب وزیر بننے کے بعد یہ بدل گئے ہیں ورنہ یہ تو پانچ کی بھی تائید کرتے تھے

جناب وسیم سجاد: نہیں مقصد یہ ہے کہ ایڈجرنمنٹ موشنز کی facility already ہے، On every day it will come..... یہ تو ایک ایڈیشنل چیز ہے کہ فوری نوعیت کا اگر کوئی مسئلہ ہے اور چیئرمین صاحب سمجھتے ہیں کہ اس پر بیان ہونا چاہیئے تو وہ منسٹر کو ہدایت کر سکتے ہیں کہ اس پر بیان دیں، تو یہ مقصد فوت ہو جائے گا اگر اس کو adjourment motions کی طرح extension کر دی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ adjournment motion آپ آدھے گھنٹے کی بجائے گھنٹہ کر رہے ہیں، وہ بات تو کچھ نہ ہوئی۔

پروفیسر خورشید احمد: نہیں دیکھیئے ہم یہاں یہ نہیں کہہ رہے کہ لازماً آئے گا یہ تو Chairman's descretion ہے.....

(مداخلت)

جناب وسیم سجاد: ضرور آئے گا۔

پروفیسر خورشید احمد: دیکھیں یہ تو چیئرمین ہی طے کرے گا.....

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: میں صرف ceiling کو ذرا flexible کروا رہا ہوں، یہ تو نہیں ہے کہ لازماً تین ہو ہی جائیں لیکن اگر چیئرمین صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ہاں ایسے معاملات ہیں تو کم از کم بیٹھتے ہیں آپ تین تو لا سکیں، اب ۱۵، ۱۵ منٹ کا معاملہ ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں اور کم کر دیجئے، دس منٹ کر دیجئے دونوں کے لئے یعنی دس منٹ کے اندر دونوں چیزیں ہو جائیں ممبر بھی اور منسٹر بھی لیکن تین کم از کم لے لیجئے۔

جناب وسیم سجاد: جناب یہی بات میں کہہ رہا تھا ہائی کورٹ ججز بل پر، لازماً نہیں کہ وہ بن ہی جائیں گے، اس پر انہوں نے مجھ سے ایک گھنٹہ بحث کی ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ذرا اس کو ٹرائی کرنے دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: چلئے آپ ہی کی دلیل ہم مان رہے ہیں، اب تو مان جائیے آپ، یہ آپ کے principles پر ہے۔

Mr. Chairman : Let us try this out then I take it that we agree to this and we adopt it.

(The amendment was adopted)

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! ایک پوائنٹ، وہ یہ کہ جب فائنل چیز تیار ہو تو پھر رول 56 A نہیں ہونا چاہیے۔

جناب وسیم سجاد: وہ نمبرنگ ٹھیک کر لیں گے

جناب چیئرمین: وہ الگ سے کر لیں گے، وہ تو چونکہ قاعدہ ۵۶ کل پرسوں ہم نے restore کیا تھا اور یہ 56 A اس لئے بن رہا تھا ورنہ اس کو ہم continous numbering دیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: اس کی continuous numbering ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، اچھا ایک اب رہتا ہے قاعدہ ۱۳۷، اس پہ آپ لوگوں نے بھی بہت محنت کی تھی، ہم نے بھی کی تھی جس میں ایڈیشنل کمیٹیز کا ذکر ہے اور میں خصوصاً اُن دو کمیٹیوں کا ایک پروفیسر خورشید کا، جو سب کمیٹی تھی انہوں نے یہ initiative لیا اور انہوں نے guidelines provide کی تھیں، دوسرے سرتاج عزیز صاحب، آج تو نہیں ہیں ہاؤس میں، لیکن انہوں نے جو کام کیا وہ کمیٹیز ہم نے ان کی رپورٹ کی بنا پر suggest کی تھیں اور میرا خیال تھا وہ کافی معقول ہے، اس پر وزیر انصاف صاحب کو کچھ اعتراضات ہیں اور انہوں نے اپنا وہ جو سرکولیٹ کیا ہوا ہے تو اس پر کچھ میرے خیال میں آپ غور کریں، شاید کچھ compromise کرنا پڑے۔

جناب جاوید جبار: کیا سرکولیٹ کیا ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: یہ آپ کے پاس ہے۔

جناب جاوید جبار: ہاں، ہاں۔

جناب چیئرمین: ان میں سے یا قاعدہ ۱۳۷ نے چھوڑ دیا تھا باقی تو رولز ہم نے ختم کر لئے تھے

جناب جاوید جبار: کب ختم کر لئے تھے جناب۔

جناب چیئرمین: پرسوں۔

جناب جاوید جبار: نہیں جی۔

We have not dealt with all the rules.

Mr. Wasim Sajjad : We have.

Mr. Chairman : We have dealt with all the rules except for this 137 including the schedules and including everything.

Mr. Javed Jabbar : No Sir, may I just correct at 8.30 p.m. Professor Khurshid raised the point that it had become a very long day we were on page No. 5 of the amendments, we stopped at that point, you can check the records.

Mr. Chairman : Which means that the rules other than those to which amendment had been suggested had been finalized already. After amendments only 137 and 56 were outstanding. The rest of the amendments also were disposed of.

Mr. Javed Jabbar : But on page 5 of the List of Amendments, there is an amenmendment that I have proposed to Rule 137 which has not come up for discussion.

Mr. Chairman : This is what I am saying that on Rule 137 we have still to finalize. There is one set of suggestions by Mr. Wasim Sajjad and another by you.

(Interruption)

Mr. Chairman : Shall we deal first with the amendment suggested by Mr. Javed Jabbar.

Mr. Wasim Sajjad : Yes, Sir.

Mr. Chairman : Mr. Javed Jabbar has suggested :

"that in Rule 137, in sub-Rule(1), in Committee 1, the word "Women', be deleted".

Mr. Javed Jabbar : You want me to say why I have made this proposal?

Mr. Chairman : Yes please.

Mr. Javed Jabbar : The reason why I am suggesting the deletion of the word 'Women' from here is that it is accompanied by the next amendment where I believe that coupling the subject of 'Women's Affairs' with the Cabinet and the Establishment and the O&M Division is not an appreciate configuration. That the subject of "Women's Affairs" should be attached to the Committee that deals with Planning and Development, Population Welfare, because in terms of the priority of the subject and the attention that the subject deserves, and looking at the experience of the Women's Division for the past six or seven years, it has not been able to develop the kind of work pattern or momentum which I think it would be able to, if it was joined together with Planning and Development.

Mr. Chairman : I have no objection but the only point is that we have proceeded according to the division of the work in the Government as per Rules of Business and under the Rules of Business the present Divisions and Ministries are constituted in the manner that we have tried to reflect as the subject of these Committees.

Mr. Javed Jabbar : But, Sir, in 1973 this was not so.

Mr. Chairman : In 1973 also this was so.

Mr. Javed Jabbar : The Foreign Affairs was lumped together with Interior.

Mr. Chairman : This was the irrationality which we have tried to correct. Now, in the case of Women Division, it is not only a question of Planning. These Standing Committees are required to look into the laws also pertaining to particular subjects. There would be, for example, Family Laws. They may be dealing with Women's Affairs but should they then belong to Planning and Development, should they belong to the Ministry of Justice, should they belong to some thing else? That is why, as I said before, I have no strong views on this, we have taken the present structure of the Government and the division of work in the Ministries as more rational than what we can devise.

Mr. Javed Jabbar : I appreciate that but if we can do this without having to confront this obstacle of the Rules of Business; if the Government does not have any objection and you feel that it is not a major problem, I think Planning & Development would do much greater justice to the subject of 'Women' and it should be integrated into the overall planning processes.

Mr. Chairman : This is for Dr. Mahbub ul Haq. I think he can throw some light on this. But I think the Planning Division is not planning for the development of women separately.

Dr. Mahbubul Haq : I think Mr. Chairman, the honourable Senator is right that women's development requires more substantive treatment whereas in the Committees on Cabinet, Establishment and O&M, probably more administrative and procedural issues will be taken up. We have no objection to having this included in either Committee No. 5 where issues of Planning and Development and Population Welfare are to be considered or in Committee No. 7 where matters regarding Culture, Youth Affairs Information & Broadcasting and so on are to be dealt with.

Mr. Chairman : This is for the House to decide.

Dr. Mahbubul Haq : As for the House, wherever they would like we would certainly have no objection to it.

Mr. Wasim Sajjad : Why not Committee No. 12?

Mr. Javed Jabbar : What about Committee No. 7?

Mr. Chairman : Well, then let us take it to Committee No. 7, if the House agrees.

Lt. Genl. (Retd.) Saeed Qadir : Yes, I think let us take it to Committee No. 7.

Mr. Javed Jabbar : Right.

Mr. Chairman : Right. Then Women Division will be taken down to Committee No. 7.

The next amendment by Mr. Javed Jabbar is :

'That in Rule 137, in subRule (1), in Committee 5, after the word "Welfare" occurring at the end, the word "Women" be added'.

Well, this we have decided. I think it was a corollary to your first amendment?

Mr. Javed Jabbar : Yes, Sir.

Mr. Chairman : Then the next amendment by Mr. Javed Jabbar is :

'That in Rule 137, in sub-Rule (2), at the end of the following words and commas be added, namely :-

"Each Committee may also investigate, discuss, make recommendations to the Senate on any aspect of a subject relevant to the interests and security of the Federation, within the legislative purview of the Senate as described in the Constitution or not specifically covered by the work of the Standing Committees".

Mr. Wasim Sajjad : Which amendment is this?

Mr. Chairman : This is Mr. Javed Jabbar's amendment at S.No. 31, on page 5 of the cyclostyled list of amendments.

Mr. Javed Jabbar : Before the Minister answers Mr. Chairman, if I can have the attention of the honourable Minister also. Mr. Minister!

Mr. Wasim Sajjad : Mr. Senator, yes.

Mr. Javed Jabbar : The reason for suggesting this amendment Mr. Chairman, is that at the present time sub-Rule(2) does not in my view adequately describe the potential work that a Standing Committee can do or even its present work. It tends to confine itself. The present sub-Rule(2) of Rule 137 says :

"Each Committee shall deal with subjects, assigned under the rules for the allocation and transaction of business of Government, to the Ministries or Divisions with which it is concerned or any other matter referred to it by the Senate".

Mr. Chairman : I think this is covered under Rule 138 which says:

"138. Except as otherwise provided in these rules, the Senate may, on a motion made by a Minister or Member remit to the Standing Committee any subject or matter with which it is concerned and the Standing Committee shall study such subject or matter with a view to suggesting legislation or making recommendations to the Senate.

Mr. Javed Jabbar : Do you want to make that dependent on the making of a motion?

Mr. Chairman : That is right.

Mr. Javed Jabbar : Cannot the Standing Committee on its own do it?

Mr. Chairman : It would lead to, excuse my words, considerable avoidable confusion unless it is a motion either by a Member or a Minister that it should be referred. Otherwise the Committees – if you let them loose, then I think God alone knows what will happen.

Mr. Javed Jabbar : Do you feel that that is enough to allow a comprehensive review of any aspect?

Mr. Chairman : This is what I feel.

Do you agree with this?

Mr. Wasim Sajjad : Yes, Sir.

Mr. Chairman : Dr. Mahbubul Haq Sahib.

Dr. Mahbubul Haq : That is right, Sir. I think the Committees should confine themselves to the subjects which are assigned to them and the provision is always there that they can take up other matters on a motion being moved.

Mr. Chairman : Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میرا خیال یہ ہے کہ ہم نے اس پر کمیٹی میں بھی بحث کی تھی **and I think General Saeed Qadir would bear me out** کہ ۱۳۸ کے ذریعہ سے تو وہ چیزیں ہیں جو سینیٹ سے آئیں گی لیکن ان میں even otherwise کمیٹی جو ہے وہ چیزوں کو زیر غور لا سکتی ہے، کمپیٹنٹ ہے وہ اس کے لئے میں آپ کو ریفر کرونگا......

جناب چیئرمین: جو existing rules میں دو پروویژنز ۱۳۸ اور ۱۴۰ میں ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! غالباً ۱۴۰ میں ہے۔

Mr. Chairman : It says :

> "A Committee shall examine a Bill, subject or matter referred to it by the Senate..."

[Mr. Chairman]

وہ بھی contingent ہے on a motion آپ کو پروفیسر صاحب یاد ہے کہ ریویو کمیٹی میں جس وقت بیٹھے اور اس کو پوری طرح ریویو کیا۔

This was one of the points which was discussed and debated at great length.

اور اسی نتیجے پر ہم پہنچے تھے کہ

There must be a motion either by a Minister or a Member

کہ اس subject particular کو study کیا جائے یا اس میں کچھ ترمیم کی جائے

Without that neither the Ministries nor the bureaucracy nor for that matter the Government machinery would be able to cope with the type of inquiries that we set up.

Mr. Javed Jabbar : But Mr. Chairman, the concept of what is called a Standing Committee means that ongoing developments, if it is the subject of information, for example, it can be reviewed by the Standing Committee without a motion being made to it.

Mr. Chairman : That is true. This is how the things start. There has to be a meeting of the Committee called by the Chairman of the Committee in which the Ministries concerned, present their overall reports so to say – arising out of their overall reports, then a motion has to be made that this particular subject should be studied in greater detail. This is how I envisage the functioning of the Committees.

Mr. Javed Jabbar : The apprehension is; are we allowing Government or anyone in avoiding a reference to the Standing Committee, simply by saying, you can not ask us for a briefing on this or that issue.

Mr. Chairman : No, no.

Syed Abbas Shah : We can immediately ask the department to supply us information but if we come again to the Senate and raising the motion it will take another month or two months to move that motion.

Mr. Chairman : No, it is not that. The Standing Committees have to meet periodically. The Standing Committees are also chaired not by the Ministers but by memebrs of the Senate. They have to call meetings. The first thing which the Committees do, so far according to my experience and what is in my knowledge, is to call a report on the perfomance of a particular Ministry generally & to be briefed on particular subject. Having done that, then there are specific questions arising out of that for example Communication Division, has done extremely well according to whatever briefing they do but has the Communication Division looked into the affairs of Port Qasim also. A subject which came up this morning and then if some Members suggest that Port Qasim should be looked into at greater details, we do that. This is how in particular, I think, the Ministry or the Committee dealing with Commerce and Power and Petroleum, they looked into these matters arising out of the overall briefing or overall presentation of a Ministry's report.

Syed Abbas Shah : Sir, If I am allowed again to present my case. I think that it will be quite difficult to take every thing to the motion as recently we have done very good work in our Committee on the Oil and Gas but we have not brought any motion in the House.

Mr. Chairman : You don't have to bring them to the House. You have to move that motion in the Committee itself. This is what I am trying to explain.

Syed Abbas Shah : But Sir, then you are stopping straightaway. With this we are stopping from doing a beneficial work for this what I think, this is my feeling about it.

Mr. Chairman : If the Committee approves then you can go ahead with that. Qazi Sahib what has been your experience?

Mr. Abdul Majid Kazi : Sir, I had raised a issue in the Committee on the presentation of the Ministry and the Committee approved it and they made a Sub-Committee. We are proceeding with that matter Sir. That is quite in order.

Mr. Chairman : This is exactly how the thing would proceed. Professor Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں بھی یہ واضح کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ ہماری کمیٹی نے بھی اس مسئلہ پر غور کیا تھا خصوصی طور پر ہم یہ چاہتے تھے کہ کمیٹی جو ہے وہ Suo-moto معاملات پر غور کر سکے لیکن ہم نے اس کا حل یہ پایا تھا میں پڑھے دیتا ہوں ۱۳۸ (۲) صفحہ ۹۵ کہ اس میں دو چیزیں ہیں

Each Committee shall deal with subjects assigned under the rules of allocation and transaction of business of Government to the Ministries or Division with which it is concerned.

یہ اس کا ایک حصہ ہے، اور اس کی بنیاد پر ایک کمیٹی اپنے اپنے دائرہ کے اندر جن مسائل کو اٹھانا چاہیے اٹھا سکتی ہے۔

or any other matter referred to it by the Senate. This deals with Rule 138.

اس طرح دونوں چیزیں آسکتی ہیں۔

Mr. Chairman : Your point of view or objective that you have before, that is covered by Rule 163. If you refer to Rule 163 and this covers I think, Pir Abbas Shah Sahib's point also ;

> "A Committee may, if it thinks fit, make a special report on any matter that arises or comes to light in the course of its work, which it may consider necessary to bring to the notice of the Chairman or the Senate."

So this is, you have to read the whole thing together.

Prof. Khurshid Ahmad : Right Sir.

Mr. Chairman : Then I hope Javed Jabbar Sahib does not press it. It is not pressed. Then we take up next Rule 137C.

There is a difference of opinion in this amendment at Serial No.132 Mr. Javed Jabbar is suggesting, functions of the Committee; there shall be a Performance Evaluation Committee, to perform the following functions or such other functions as may be assigned to it from time to time –

(a) To examine whether expenditure has been made in accordance with etc., etc. . . .

Now, this is one item on which the Minister for Justice has an objection. He wants to eliminate this Committee and in retrospect I think that he is right. For the time being we can not really, and that is why the wordig that I had proposed in the original for the Evaluation Committee that was in very general and very simple terms. But he has at the same time suggested that we also eliminate the Committee called the Less Developed Areas. Now that I think we should not for go but we would make a very strong appeal to the . . .

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir Sir, MayI first seek your permission to speak not from my chair (he was sitting at an other seat) but here because I don't have the book.

Mr. Chairman : Right.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : Sir, with due deference to the Minister Parliamentary Affairs and Justice, I would strongly object to eliminating the Committee on Performance Evaluation because there is no justification for not allowing the Senate to look into the performance evaluation of the development work which is going on. What you may consider that if the word 'expenditure' on page 98, if that is something which brings in the legal aspects of the powers of the Senate we will like to delete the word 'expenditure'. But otherwise there is no justification to delete this Committee as a whole.

Mr. Chairman : I think, I have understood your point, you have to bear two things in mind. One is, that we have suggested an Assurance's Committee also. Now I think the Minister has not objected to that. There would be a tape kept, there would be a proper monitoring of whatever assurances are given and assurances would include not verbal assurances but what appears as a matter of policy in writing that is also a part of the assurance. The second is the 'Less Developed Areas' Committee in the case of less developed areas, in fact the whole entire spectrum, the entire panorama of development would come under review. So, you do not have to insist on something which really would mean an encroachment on the right of the National Assembly till such time that monetary matters also are within the scope of Senate jurisdiction.

Dr. Mehbubul Haq : Mr. Chairman, I think, the real consideration was two fold. One so far as Performance Evaluation Committee is concerned each Committee in the subject assigned to it should be monitoring the performance ofthe Government in its own spheres and it can discuss the whole range of issues, there,–from expenditure control to policy issues to anything els

Secondly, since the Senate does not have at the moment the power to review the budget, the idea was that if there are any matters concerning the budget, the proper forum is to take that up in the Committee on Finance and Planning and Development and Economic Affairs and even issues of Less Developed Regions they could be taken up separately in a Committee but in the Committee on Planning and Development all issues of development including less developed regions should be taken up so that there need not be any duplication of the functions of that Committee.

Mr. Chairman : The object was two–fold. One was on the Performance Evaluation Committee, if you look at the wording that finally we had suggested Page 98. It was to supervise generally the effectiveness of public development programmes and expenditure. Now, this was a type of language used in order to avoid the constitutional pitfalls and the difficulties that were comming on our way but I think even this is not necessary. One is the point which Dr. Mehbubul Haq has made that each Ministry or each Committee would be reviewing the performance of that particular Ministry in that Committee. The other

is important from our point of view as a Senate, because this is the whole object of the equal representation of provinces in the Senate. This is also one of the constitutional obligation of the development of the less developed areas. We have no other mechanism, as far legislation or as far Parliament is concerned except that this Committee and they can specially bring these things to the notice of the Government. So, I think if we agree on this, then the whole thing would fall in place. Otherwise, there is no justification.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : Actually, Sir, this is the crux of the matter that the Senate represents all the federating units on equal basis and th National Assembly does not do so. Now, you are denying the smaller provinces their right of development to be looked into as compared to the bigger ones. Now, I know that I am from Punjab but the fact is that the Senate, as a whole, should look into the developmental work of all the provinces.

Mr. Chairman : This is why because of the lack of such a committee, there was a demand for budget also to be handed over actually or equal responsibility given to the Senate also with regard to the budget and financial matters also. But if we have a committee of this type, I think, the smaller units, the federating units all would be satisfied, and one thing which the Government benches should not forget is that even on the committees the Government would be . . . .

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : We have the majority . . .

Mr. Chairman : We will have a majority and nothing extraordinary would be done.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : Why should we worry about ?

Mr. Chairman : Rather it would satisfy, I think.

Dr. Mahbubul Haq : Mr. Chairman, it is quite correct that the issue of regional development, an equitable development between various parts of the country, is a very major concern and should be the concern of the Senate even more than any other body because we are the arbiters of judicious development and equitable development between various provinces. So long as issues of budgetary allocations are

[Dr. Mahbubul Haq]

avoided and discussion is confined in the committee to matters of development then either it can be taken up in the committee on planning and development or there can be a separate committee in view of its importance, we will have no objection. But so long as it is understood that it does not tresspass on the budgetary matters concerning the allocations.

Mr. Chairman : This is why I am eliminating the Performance Evaluation Committee also that it was looking into budget and expenditures which is not. But the other is important even as a political gesture to the federating units that this is what the Senate is meant for.

Dr. Mahbubul Haq : Certainly Sir.

Lt. Gen. (Retd) saeed Qadir : I think, the budget aspect is not being questioned because the allocations would have already been made.

Mr. Chairman : Allocations would have been made— quite right.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : The evaluation aspects.

جناب چیئرمین : کیوں جی وسیم سجاد صاحب ؟

Prof. Khurshid Ahmed : I am happy, they are going to accept it.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, as I said in principle we don't deny, I think, it is important.The only aspect was that because at the momet budget is not within the purview of the Senate & there is a little amount of sensitivity on this question until this is resolved. Now, for example, at page 97, one of the purposes of this committee is to make recommendations for resolving these problems and for speedier development of those areas in order to achieve a more balanced and equitable utilization of resources in the country for greater socio-economic justice — supposing Sir, the committee says that this particular area needs this much allocation or additional funds . . . .

Mr. Chairman : No. I don't think : (1) – it would be a recommendation we have already ruled several times. (2) – even that recommendation would be made with majority of the Government represented on that Committee

(Interruption)

Mr. Wasim Sajjad : Recommendation means when it has come to the House. Now, supposing the recommendation is that for this particular area we need a greater allocation – we need 10 crores or 5 crores then what will be the reaction of the Senate on that question. It may involve us in any difficulty on financial matters.

Mr. Chairman : I don't think so.

(Interruption)

Mr. Abdul Majid Kazi : There is a remote possibility of it. Sir.

(Interruption)

Mr. Wasim Sajjad : Then of course, as a matter of principle as I said, we feel that . . .

Mr. Chairman : Right. Then I think let us compromise on this. We give up the Performance Evaluation Committee but retain the others – the Assurances Committee and this Less-Developed Areas Committee.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, which modification the budgetary aspect is not touched?

Prof. Khurshid Ahmed : There is no budgetary aspect, at all.

Mr. Wasim Sajjad : No, Sir. If there is any, you can have a look at it.

Prof. Khurshid Ahmed : It is not there, at all.

Mr. Chairman : Right

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, I think, we keep this because it is not a question of budget. The budget is allocated by the National Assembly. But we have to see that that budget which is allocated is being properly utilized on the respective province. Because this is the only sphere where all the provinces . . . .

Mr. Chairman Soomro Sahib! that you can do within the Subject Matter Committee. Funds have been allocated for the purpose of say – rural electrification. The Committee dealing with that subject, they would go into this also. How much has been spent – where? This is also one of the functions of that other Committee the Subject Matter Committee. I think, a good deal . . . .

Mr. Abdul Majid Kazi : Then they wouldn't be given funds before the National Assembly has passed those things. This is what we are fearing about, Sir.

Mr. Wasim Sajjad : We can compromise on this after (d) if you add (e) that the Committee shall, however, not make any recommendations regarding budgetary matters.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, regarding re-allocations of the budget and not the budgetary matters.

Mr. Wasim Sajjad : Of course, you can look at the language part of it. I am only concerned with that.

(Interruption)

Mr. Abdul Majid Kazi : Sir, we cannot pass the budget.

جناب وسیم سجاد : جناب مناسب الفاظ میں یہ clear کر دیا جائے کہ بجٹ ہے . . .

that we are not interfering with that . . .

(Interruption)

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : May I suggest something . . . Sir without these committees, if this House today decides to recommend certain budgetary proposals which are concenrning a particular area by a motion, that cannot be stopped. Because a motion can be moved to say that we are recommending and then it is upto the National Assembly to accept or not to accept.

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ ٹھیک ہے اس کو زیادہ نہ چھیڑیں ۔۔۔۔۔۔

پروفیسر خورشید احمد: وسیم صاحب کی بات نامناسب ہے یہ صحیح ہے کہ جیسے یہ کہیں کہ صاحب آپ اس قانون میں یہ لکھیں کہ شرفاء ایک دوسرے کو گالیاں نہ دیں، بھائی یہ تو assumed ہے کہ اگر بجٹ ہمارے سکوپ سے باہر ہے تو آپ کمیٹی سے کیوں expect کرتے ہیں کہ وہ بجٹ کی بات کرے گی۔ لیکن یہ لکھوائیں آپ کہ بجٹ کے بارے میں یہ بات نہیں کرے گی یہ بات مناسب نہیں ہے۔ سکوپ اسکا بہت واضح ہے ۔۔۔

جناب وسیم سجاد: جناب یہ شرفاء کی گالیوں کی بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ کمیٹی کو بھی پتہ ہونا چاہیئے کہ ہماری حدود کیا ہیں۔ یہ آئینی حدود ہیں ۔۔۔

پروفیسر خورشید احمد: رولز میں لکھا ہوا ہے کہ ہماری حدود کیا ہیں۔

جناب وسیم سجاد: سر میں جانتا ہوں کہ ہم سب چاہتے ہیں خدا کرے کہ ایسا موقع آئے کہ ہمیں مالی چیزوں میں اختیارات ملیں لیکن جب تک نہیں ملتے تو اس وقت تک اگر اس میں یہ وضاحت کر دی جائے کہ ہم بجٹ کو نہیں باقی چیزوں کو دیکھیں گے بھی اور باقی ۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں میں دیکھ لیتا ہوں if the House authorizes me اگر اس میں کوئی ترمیم کرنا ہوا تو میں چینج کر دوں گا۔

otherwise you will . . .

جناب وسیم سجاد: بس دیکھ لیں جی جو مناسب ہو۔

جناب چیئرمین: تحفظ [illegible] کہ کوئی آئین آپ کو سٹاپ نہیں کرتا کہ recomm endation نہ ہو یا کیا ہو۔

Mr. Abdul Majid Kazi : In principle, we agree.

قاضی عبداللطیف: جناب والا! جب کمیٹیاں دستور ہی کے ماتحت بن رہی ہیں تو وہ کیسے اثر انداز ہونگیں۔

جناب چیئرمین: وہ directly دستور ہی کے ماتحت کام کریں گی۔ I think there are certain other Rules اس کو ابھی ختم کر دیں قاعدہ ۱۳۷۔ ڈمی ری تو ہونگے۔ نمبر 145، نمبر 146، نمبر 147 ....

جناب جاوید جبار: اس سے پہلے کچھ رہ گئے تھے۔ لاسٹ ... یہ تین چار رہ گئے تھے۔

جناب چیئرمین: کیا اس سے پہلے کوئی رہ گئے تھے؟ تو لسٹ میں 72 نمبر ہے۔ اس میں کیا problem تھا؟

Mr. Javed Jabbar : Sir, it was meant to enable the moving of a . . .

Mr. Chairman : The word 'only' I think, this is not particularly earth shaking the phrase which you have been using today frequently.

Mr. Javed Jabbar : No, Sir, it is not just that be deleted.

Mr. Chairman : And after the word thereof according at the end. The words and commas "for in his absence by any other Member authorized" . . . well, this is with regard to . . . .

Mr. Javed Jabbar : Sir, not just to delete the word 'only' but to enable another member to move the motion in case that particular Member, original Member, is not present at that time due to sickness or some other crisis. . .

Mr. Chairman : Well, if he is on leave, if he applies and he is formally on leave then these motions are automatically deferred. But if a Member gives a notice and his concern for that motion is this much that he absents himself and somebody else moves on his behalf then I don't think it makes neither urgent nor important.

Mr. Javed Jabbar : No. No. I am just saying that the topicality of a motion should not be subject to the physical presnece of a person; the motion is more important than the physical presence of the person.

Mr. Chairman : No. I think, the person who moves a motion whether it is an adjournment motion or a privilege motion it is his opinion that a matter is sufficiently important for which the normal business of the House should be adjourned. If he is not there then I think the perception behind that motion is lost, and this is not done. in case of questions that is different. The questions are for general information whether the person is present or not present.

Here, the person has to defend his motion and argue its admissibility So, I hope, you don't insist on this.

Mr. Javed Jabbar : I wouldn't.

Mr. Chairman : Right. Thank you. Then 115 (4).

Mr. Javed Jabbar : No, Sir. Rule 74.

جناب چیئرمین : 74 تو نہیں ہے میرے پاس ۔

جناب جاوید جبار : وہی جس میں ٹائم ذرا بڑھانے کی کوشش کی تھی ۔

جناب چیئرمین : اچھا ۔

Mr. Wasim Sajjad : He wants more than half an hour.

جناب چیئرمین : آدھ گھنٹہ وہ بھی بڑی مشکل سے، وہ تو . . . .

Mr. Javed Jabbar : Okay. Not pressed.

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے Call aitention آگیا ہے ۔

Rule 74, I think, you had withdrawn.

جناب جاوید جبار : ٹھیک ہے جی ۔

Mr. Chairman : Then Rule 115 (4)

جناب جاوید جبار : نہیں سر وہ رول ہے ، یہ بھی تھا جی ۔

جناب چیئرمین : وہ بھی آپ نے withdraw کیا ہوا تھا ۔

Mr. Javed Jabbar : Minister, double the time that you are giving the ordinary poor little Member ten minutes, you are giving the Government benches thrice the time, give them double the time, 20 minutes instead of 30 minutes!

Mr. Wasim Sajjad : That has been dropped.

Mr. Javed Jabbar : That has been dropped?

Mr. Wasim Sajjad : Yes, dropped.

Mr. Javed Jabbar : Very good. So what have you got there in place of that?

Mr. Chairman : A speech during the debate and a motion shall not exceed ten minutes in duration provided that the mover or Minister concerned or the Prime Minister may speak for 30 minutes.

Mr. Javed Jabbar : 30 minutes!

(Interruption)

Mr. Chairman : But it is the mover also who can speak for 30 minutes, this is not something a privilege which we are conferring orally.

Mr. Javed Jabbar : At least Sir, but some one else why should that be restricted too.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, there is only one Minister who will speak for 30 minutes and each member can speak for a certain length of time so the aggregate will be 400 minutes.

Mr. Javed Jabbar : Okay. Not pressed.

Mr. Chairman : I think you have withdrawn.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, it appears that after his name has come out in the ballot, he has become more active.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, the Minister may recall, I was equally active before, Sir. The Minister has also been reasonably activated.

جناب چیئرمین : میرے خیال میں جو رہتے ہیں ان کو لے لیتے ہیں

جناب جاوید جبار : کون سے رہتے ہیں سر۔

جناب چیئرمین۔ قاعدہ 115 (4)

Mr. Javed Jabbar : It was about the sensitivity,

جناب چیئرمین : ہاں جی

That was resolved

وہ تو ہو گیا تھا Then 127. پھر قاعدہ ۱۲۷ -

Mr. Javed Jabbar : "or a Minister", I thought you had agreed that this was necessary, we had already discussed this.

Mr. Chairman : "A member may move a resolution, for the approval of a Proclamation, ..."

Mr. Javed Jabbar : It was bringing it in line with the language used in other rules where the "Member", "or Minister".

Mr. Wasim Sajjad : It should be "Member or a Minister"

Mr. Chairman : "Member or a Minister" I think we will accept that? Right. We will accept that. Then Rule 137 we have dealt with. I think we should not, that iscomprehensively dealt with. Then we come to Rule 145.

Mr. Javed Jabbar : I don't have any amendment Rule 145

جناب چیئرمین: اچھا وہ کسی اور کی ہوگی میرے خیال میں وہ وسیم سجاد صاحب کی تھی۔

جناب وسیم سجاد: 145 سر

جناب چیئرمین: نہیں وہ رول ختم ہوگیا ہے میرے خیال میں۔

Then we come to 146 which was originally in your name Mr. Javed Jabbar.

"excluding ex-officio members" آپ نے add کیا تھا۔

جناب جاوید جبار: جی ہاں۔

Mr. Chairman : But they are excluded from the definition.

وہ تو already ہے

It is provided in the definition. You don't have to provide here.

Mr. Javed Jabbar : Okay, Sir.

Mr. Javed Jabbar : The purpose is to make sure that the Ministers don't become Chairman of the Committees.

جناب احمد میاں سومرو: ہماری ترمیم بھی ہے سر

جناب چیئرمین: آپ کی کونسی ہے۔

جناب احمد میاں سومرو: 146 میں سر۔

That in Rule 146, in sub-Rule (1) after the word "members", occurring at the end, the words "elected to such Committee" be added.

What I mean that the Chairman could be only from the members elected to that Committee, not the ex-officio members.

جناب چیئرمین: وہ تو ممبر کی definition میں شامل ہے۔

Ex-officio members are excluded from Members' definition

Mr. Ahmed Mian Soomro : Because at present we have found Sir, that Minister have become Chairman of the . . . .

Mr.Chairman : No. No, I think we have some exceptions where a person was a member first and then became a Minister and you had elected him duly when he was not a Minister. At any rate but this is I think the general tradition also and ordinarily Ministers would not be there.

اچھا 147 کورم کا تھا۔

"The quorum to a sitting of a Committee shall be four"

اگر یہ اس دن کافی بحث ہوئی تھی۔

جناب وسیم سجاد: اس میں خیال یہ تھا کہ جو دقتیں آ رہی ہیں جناب لوگوں کو بھی اکٹھا کرنا مشکل ہو رہا ہے تو بہتر یہ ہے کہ کورم تین ہو جائے شاید اس طرح ہماری کمیٹیاں زیادہ فعال ہو جائیں گی بصورت دیگر یہی ہوگا کہ اتنی مشکلات سے میٹنگ بلائی ہے اور پھر کورم پورا نہیں ہوا اور پھر ملتوی کرنی پڑی۔ سیشن کے دوران تو اتنی دقت نہیں ہوتی لیکن اگر سیشن نہیں ہے اور لوگوں کو کراچی سے لاہور اور پشاور سے آنا پڑے اور یہاں پر کورم ہی نہ ہو تو وقت ضائع ہو جائے گی بہر حال اگر صرف تین . . .

(مداخلت)

Professor Khurshid : Sir, I will support the suggestion made by the honourable Minister.

Mr. Chairmman : You are all in favour of a smaller . . .

(Interruption)

پروفیسر خورشید احمد: میرے خیال میں تین بہتر ہے۔

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, my amendment is that it should be one third.

Mr. Chairman : I think that was a better suggestion.

Mr. Ahmed Mian Soomro : He has provided that the Standing Committee, for example shall be not less than six that means they can be six. So, if they are two or three they could carry on the proceeding, if you insist on four, there would be cases when the Senate is not in session then those Committee would not be able to function. And we have found also Sir, from experience particularly in the case of Sub-committees if we fix the number four it will apply to sub-committee also then this sub-committee's cannot function.

Mr. Chairman : I think you had a better suggestion that 1/3rd of the membership or . . . .

جناب وسیم سجاد: سر اِٹ کا مطلب اگر یہ ہے کہ ۶ ممبر ہیں اور دو حاضر ہو جائیں تو پھر ٹھیک ہے۔

Mr. Ahmed Mian Soomro : Others are not prevented from coming but if two members from all over the country come out of six that means at least they can proceed with the business.

Mr. Javed Jabbar : But in the Senate Mr. Chairman, the principle is one fourth. Why don't you use 1/4th instead of 1/3rd.

Mr. Chairman : If you listen to my advice I would suggest three members excluding the Chairman.

(Interruption)

Mr. Ahmed Mian Soomro : Then that means four. Four is too much Sir, then we cannot function. We have found from experience.

جناب وسیم سجاد : تین ٹھیک ہے سر ۔

Mr. Chairman : Alright. we accept three.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Three or one third Sir?

Mr. Chairman : Three. One third would be too many.

(Interruption)

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir our sub-committee for example which we have been functioning that has four members, we are hardly able to sometime get three.

(Interruption)

Mr. Chairman : On the sub–committees . . . . .

(Interruption)

Mr. Abdul Majid Kazi : Sir, if you make it one third then only one person. Four persons suppose they are in a sub–committee then 1/3rd becomes only one person. How is that Sir?

Mr. Wasim Sajjad : There should be no quorum for sub–committee I think . . . . .

Mr. Chairman : I think, there the principle is and this is what in some other context I had explained to either Mr. Soomro or to some other honourable member that a Committee when it sets up a sub–committee, the sub–committees are not covered by the rules as such. They also decide what is to be entrusted to the sub–committee, what should be its charter, when it should report and what should be the quorum?

Mr. Abdul Majid Kazi : Right, Sir.

Mr. Ahmed Mian Soomro : I would respectfully Sir, differ because the rule says that the rules apply to standing committee shall *mutatis-mutandis* apply to the sub–committees.

Mr. Chairman : No. This is exactly *mutatis–mutandis* means that the committee can also then decide the quorum. It does not say that it must necessarily be four.

تین کر دیں میرے خیال میں مجھے کوئی . . . .

Mr. Ahmed Mian Soomro : Standing Committee cannot decide its quorum, the quorums of the standing committee will be decided according to the Rules of Procedure, therefore, mutatis mutandis they will apply to the sub–committee it means the same quorum would apply.

Mr. Chairman : No. *mutatis–mutandis* does not mean the same.

میرے خیال میں تین کر دیں ۔

(Interruption)

Three is alright. This the experience of everybody that you have.

Mr. Ahmed Mian Soomro : It will not apply to sub–committees.

(مداخلت)

Mr. Chairman : For the sub–committees quorum should be three or whatever the committee decides.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Let that be put in writing.

Mr. Chairman : It would be put in writing. In the case of sub–committees the quorum should be the same as for the committee or such other number as the committee may decide.

Mr. Abdul Majid Kazi : Unless decided otherwise.

جناب چیرمین : اچھا جی آگے چلیے۔

جناب وسیم سجاد : جناب 151 ہے نمبر۔

Mr. Ahmed Mian Soomro : 150 also the same as 147 Sir?

جناب چیرمین : ہاں - 150 میں بھی چار کی بجائے تین ہو جائیں گے۔

Mr. Ahmed Mian Soomro : In 156 there is my amendment.

جناب چیرمین : وہ کیا ہے؟

Mr. Ahmed Soomro : Sir, this is about the sittings of the committee It is written there ordinarily they shall sit in the precincts of the Senate I have said that a proviso be added :

> "Provided that the Chairman of a Committee may hold its sittings in other cities if he deems it desirable"

Mr. Wasim Sajjad : I think that is understood.

Mr. Chairman : No. It should be with the permission of the Chairman, of the Senate.

Mr. Ahmed Mian Soomro : I differ there, Sir. If the Committee feels the need they should be able to do it.

Mr. Chairman : But the Chairman of the Senate should be requested.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Permit me to say, Sir.

Mr. Chairman : Please go ahead.

Mr. Ahmed Mian Soomro : If a Committee feels during its deliberations, for example, the Committee on Commerce might feel the need to examine the Rice Export Corporation's affairs, Trading Corporation's affairs, which are in Karachi, they should go to Karachi and examine their records and other things. Why should the Committee seek the permission from the Chairman of the Senate?

Mr. Chairman : For the simple reason that the Committee's Secretariat is the Secretariat of the Senate. The Committee's expenditure is also provided in the Senate budget. The Senate has to go by the convenience of everybody. The Chairman of the Committee, assurming that he happens to be in Karachi and he wants to have this show around him on a particular day; it may suit the other members it may not suit the other members, it may suit the Senate budget, it may not suit the Senate budget, it may suit the Senate Secretariat, it may not suit, but you have noticed that we have permitted these meetings to be held in Karachi when there was a question of Commerce Ministry, Export Promotion Bureau, Rice Export Corporation and other things.

Mr. Ahmed Mian Soomro : The Committee, I think, should be deemed to be responsible enough and not subordinate in a way that even they should ask the Chairman.

(Interruption)

I would respectfully submit that I do not agree. Let the Committee be more responsible. In fact, I would say that they should move to all the four provinces so that there is better co-ordination.

(Interruption)

Syed Abbas Shah : To control it properly and to budget it, it should be with the permission of the Chairman, Senate.

Mr. Chairman : Which Committee should meet where, at what time, with what attendance, I think, you cannot leave it to the Committee but I will put it to the House if you want.

(Interruption)

Mr. Abdul Majid Kazi : There is a question of funds. Who will pay the funds?

Mr. Chairman : This is the whole point.

Mr. Ahmed Mian Soomro : The funds have to be paid by the Senate. There is no question of who will pay the funds. Whenever there is a Committee meeting of the Senate, the Senate has to pay for it.

Mr. Chairman : Dr. Mahbubul Haq .

Dr. Mahbubul Haq : Sir, if the honourable Senator agrees, the Committees are quite competent to decide this. In fact, the Committee on Commerce, Petroleum and so on—they have been holding their meetings and hearings all over Pakistan.

Mr. Chairman : But with the permission of the Chairman.

Dr. Mahbubul Haq : Yes, Sir, with the permission of the Chairman.

Mr. Chairman : This is exactly the point.

Dr. Mahbubul Haq : We should not really put it in the rules and we should let the Committee decide it.

Mr. Chairman : This was there in the rules previously also and it has been there for the last forty years.

Dr. Mahbubul Haq : I hope the honourable Senator will agree but I think we note the sentiments that some of the meetings should be outside.

Mr. Chairman : That is quite true.

Mr. Abdul Majid Kazi : That assurance is there.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Too much centralization of these things to the Chairman.

Mr. Chairman : I think you have been pushing many things to the Chair which I have been resisting that this is not my job.

(Pause)

Mr. Chairman : withdrawn

Next Rule No. 158, Mr. Javed Jabbar

Mr. Ahmed Mian Soomro : Prior to that there are mine amendments.

Mr. Chairman : Where?

Mr. Ahmed Mian Soomro : At S.No. 40 of the List of Amendments.

Mr. Chairman : Let me see it. It reads :

"That in Rule 156, in sub-Rule (4), the following proviso be added, namely :—

'Provided that where the Chairman of the Committee fails to call such meeting, the Secretary shall call such meeting for a date within three weeks of receipt of the requisition".

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, permit me to say why I am asking for this.

Mr. Chairman : Yes please.

Mr. Ahmed Mian Soomro : We have found from experience that the Standing Committee of which our worthy friend Senator Nabi Bakhsh Zehri is the Chairman; we gave a requisition because no meeting was being called he was ill and I hope he will be all right soon, he was not calling a meeting, he could not call a meeting or whatever it was), we gave a requisition signed by the authorised number of Members to consider certain important subjects. Now, under the rules it was to be called within three weeks but because the Chairman was not there, probably the Secretariat or you, Sir, felt that the Chairman should fix a date.

Mr. Chairman : The rules did not provide it at that time.

Mr. Ahmed Mian Soomro : I did not say illegally. The result, however, was that inspite of a requisition for the meeting which was to be held in three weeks, it is now about five months and that meeting could not be held. Therefore, I said that we should provide that where the Chairman of the Committee does not call the meeting then the Secretary should be authorised to call a meeting within three weeks.

Mr. Chairman : I have no objection.

Dr. Mahbubul Haq : It is a question of language. We could just say :

"The Chairman or Secretary of the Committee shall call a meeting of the Committee".

Mr. Chairman : I think the principal responsibility is that of the Chairman. The case to which Mr. Soomro has referred did come to my notice, but Mir Nabi Bakhsh Zehri is the one Senator who has been keen on the meetings of this Committee and he really activated them but unfortunately the poor fellow fell ill and at that time he was physically handicapped in calling a meeting and the rules did prevent us to call a meetings. The meeting thus fell between the two stools but I think this the proposed amendment is allright.

Dr. Mahbubul Haq : That is fine.

> "That in Rule 156, in sub-Rule (4), the following proviso be added, namely :–
> 'Provided that where the Chairman of the Committee fails to call such meeting, the Secretary shall call such meeting for a date within three weeks of receipt of the requisition".

(The amendment was adopted)

Mr. Chairman : Next amendment at S. No. 41, Mr. Ahmed Mian Soomro.

Mr. Ahmed Mian Soomro : It is the same. It may be dropped.

Mr. Chairman : Okay. One is all right.

Next we take up Rule 158. Mr. Javed Jabbar. Amendment at S. No. 42 of the List of Amendments.

Mr. Javed Jabbar : Sir, it was just to ensure that in respect of a question of determining whether a document or informationthat a Committee requires, should really be a matter in which the Committee should be taken into confidence. That is the purpose of this amendment.

Mr. Chairman : Some of these are matters for which, frankly, you cannot legislate, you cannot provide and cover them in rules. You have to leave them to traditions and to mutal confidence and cooperation. I, frankly in your place, would not insist on this.

Mr. Javed Jabbar : All right, Sir.

Mr. Chairman : Amendment not pressed. So Rule No. 158 is adopted.

(The rule was adopted)

Mr. Chairman : Next we take up Rule 164.

Mr. Javed Jabbar : It pertains to the time period of the Standing Committees. Sixty days is a very long grace period.

Mr. Chairman : Which rule you are referring to?

Mr. Javed Jabbar : This is Rule 164(1).

Dr. Mahbubul Haq : At page 110 of the Draft Rules.

Mr. Javed Jabbar : We say cut down the period for the presentation of the report from sixty days to forty five or thirty. 'Forty five' is the specific suggestion.

Prof. Khurshid Ahmed : 'Forty five' days is reasonable.

Dr. Mahbubul Haq : I do not think Mr. Chairman, we should try to reduce it. We have seen that it is so difficult to get together the Committee some times and even sixty days have been difficult for the Committees and they always come to condone the delays. So, let us not arbitrarily reduce it. Normally, the Committees should do it in as short a time as possible but we should not put a constraint like this in the rules.

Mr. Javed Jabbar : All right Sir, I agree to his point of view.

Mr. Chairman : So we adopt Rule 164.

(Rule No. 164 was adopted)

Mr. Chairman : Next, we come to Rule 172.

Mr. Javed Jabbar : It relates to the election of the Chairman of Select Committees. Here the original rule says, 'The Minister–Incharge'. You see the principle we have been following in the Standing Committees is that the Ministers are not Chairmen of the Select Committees or the Standing Committees.

Mr. Chairman : There is a difference between the Select Committees and Standing Committees. In Standing Committees the Chairmen are Members other than Ministers. In the Select Committees since these mostly pertain to Bills, it is the Minister who wants to achieve a certain objective by the passage of a particular law. He is most concerned with that and he is also in the best position to guide the deliberations in that--whether those objectives would be served by any amendment or not. This is why I think in other Parliaments also in the Select Committees the Chairmanship is entrusted to the Minister concerned.

Dr. Mahbubul Haq : We totally agree with that, Sir, because Select Committees are very different than the Standing Committees. So, We should continue the principle already existing.

Prof. Khurshid Ahmed : You are very right Mr. Chairman, on this and in the case of Private Members Bill the Select Committees proposed would be by the Member--Incharge, that is why the Minister has to be there.

Mr. Chairman : That is right.

Mr. Javed Jabbar : Okay. Not pressed.

Mr. Chairman : Thank you.

(Rule 172 was adopted)

Mr. Chairman : Thank you, then we come to the next one —Rule 187 (2) be omitted.

I think, he wants that it should not be put to the vote of the Senate. I think, this is what he orally told me. Under Rule 187, I think, this has been the practice all along that unless there is a specific motion of a different type because it is a general discussion on the matter, it does not require any specific decision.

Mr. Javed Jabbar : Now here, the person who had made the motion is not present Sir.

Dr. Mahbubul Haq : Sir, that was entirely the idea that there are certain policy statements on which the motion does not have to be put to a vote. It is in Rule 187 (2), it is mentioned that it will be put to the vote of the Senate and the Justice Minister has suggested that that should be deleted.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : What about the original one?

Mr. Chairman : The original is covered by Rule 187 (1).

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : No.

Mr. Chairman : If you want to delete that too, I have no strong views on that.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : Have you seen the foot note at page 115 because the voting is covered under sub-Rule (2) over there, at page 115 of the old book.

جناب چیئرمین: فٹ نوٹ کہاں ہے۔ میرے پاس نہیں ہے۔

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : It says :

"There shall be no voting on original motion but if one or more substitute motions have been moved by the Members, the Chairman may in his discretion put them to the vote of the House . . . . ."

Dr. Mahbubul Haq : Sir, it is for that reasons, since there is no voting required on that kind of general policy statements that Rule 187 (2) is to be deleted that it should not require a vote of the Senate.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : No, no, but Rule 187 (2) is already there in the old book.

Mr. Chairman : There is no Rule 187 (2).

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : No, Sir, 187—there is an amendment to it. You should see at Page 115 and if you do not have that then you must have the amended book which I have got.

Mr. Chairman : I think, my copy indicates that there is a change and this (2) an addition.

Mr. Javed Jabbar : Yes, it is an addition.

Mr. Chairman : This is an addition and it was not covered.

Mr. Chairman : I see, I got it now. I think there is a notification of the Senate dated 8th December, 1973. It says:—

> "that in exercise of the powers conferred by Rule 230 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the Chairman of the Senate is pleased to issue the following direction in respect of the detailed working of Rule 187 of the said Rules, namely without prejudice to the applicability of other rules contained in the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, the provision of Rule 113 to 114 shall apply *mutatis—mutandis* to a motion for consideration moved under Rule 187, hereinafter referred to as the original notice and to a substantive motion moved

in substitution of the original action, hereinafter referred to as the substantive motion, as if such original motion were a resolution and the substitute motion were an amendment of that provision.

Voting : there shall be no voting on an original motion but if one or more substitute motions have been moved by the Members...................... اس کا تو کسی طریقے سے فیصلہ کرنا ہوگا نا

the Chairman may in his discretion put them to the vote of the House. So, however, that the motion expression disapproval of the matter referred to on the original motion or voted upon before the motion expressing opinion thereof".

میرے خیال میں

We keep to the text of the original.

Dr. Mahbubul Haq : That is fine Sir. The objection was to the new draft Rule 187 (2)

Mr. Chairman : No, no, we would have 187 (1) as in the old draft plus whatever was done by the Secretariat in 1973.

So, with this we adopt it.

Then we come to the last one Rule 193.

Mr. Chairman : "To discuss a matter which is sub--judice in a manner or language that may cast aspersions on the judiciary but may discuss the merits and demerits of a case with reference to the facts of the case already recorded by the court". Mr. Javed Jabbar to move —that in Rule 193, in sub-Rule (3), the paragraph (b) be deleted.

Mr. Javed Jabbar : That is my favourite Sir, the personal conduct of the President. Earlier than this Mr. Chairman, may I just clarify this the first one which is amendment No. 46 to Rule No. 193.

Mr. Chairman : Please go ahead.

Mr. Javed Jabbar : I think, you see the legislature is very unfairly prevented from discussing any aspect of a matter simply because it is pending in a court and because of the long period that occurs in the processing of a case. I think it is very unfair to the work of the legislature to simply have a rule without a qualification or an explanation. So, you say it shall not, a Member while speaking, discuss any matter which is sub judice.

Mr. Chairman : No the whole point is this one if you keep the Parliamentary Practices elsewhere in the world then this is the provision which we have almost universally. (2) The Senate, and for that matter any House of Parliament is not supposed to be a judicial body. This segregation between executive, legislation and judiciary that comes in the way. The third is that frankly we are all swayed by emotions and debates of this type and we do not have that cool dispassionate objective analysis of matters which the judiciary decides on the basis of the evidence presented to them. We do not have any evidence presented to us. We go by impressions you would go by my impression. I would be influenced by what you say and it depends on how strongly you argue and how articulate you are in a particular matter. So, that is why I think, these things are excluded and if somebody was using the phrase 'stood the test of time', so they have stood the test of time every where.

Mr. Javed Jabbar : No, but Mr. Chairman, in other countries as you are well aware judicial process is not as slow as it is in Pakistan.

Mr. Chairman : But it does not mean the legislature, as a matter of fact we would be doing a host of injustices to the people who are involved in litigation.

Mr. Javed Jabbar : Sir, the draft of the amendment makes sure that we do not cast any aspersions on the judiciary itself but discuss or refer to.

Mr. Chairman : Not aspersions, on the merit of the case.

Mr. Javed Jabbar : . . . . or refer to the facts of the case.

Mr. Chairman : Well the facts means that you are deciding then the merits of the case.

میرے خیال میں اس کو چھوڑ دیں۔

Dr. Mahbubul Haq : Sir, both these clauses as you said have stood the test of the time and they are very basic in any legislature and for separation of legislative functions and judiciary functions.

Mr. Chairman : So we request to Mr. Javed Jabbar not to press them.

Mr. Javed Jabbar : Not pressed.

Mr. Chairman : Well, I think that brings us to the end of the discussion and I am extremly glad and grateful to all of you that for the first time in the history of the Senate when it was first set up in 1973 we have been able to frame our own rules as was the dictate of the Constitution and I would like to congratulate all of you and also to thank all those members who worked on the Committees, the sub-committee and the review committee with me.

Prof. Khurshid Ahmad : Vote of thanks for the Chairman.

Mr. Ahmad Mian Soomro : I second it.

Mr. Javed Jabbar : And I second that vote.

Mr. Ahmad Mian Soomro : Will they effect immediately?

Mr. Chairman : They will come into effect immediately. Now, the Rules are adopted and this was one of the difficulties that approving half the rules and not approving the other half we did not know which rules to apply.

Mr. Hasan A. Shaikh : Sir, we should move a motion that the Rules passed be adopted and the new Rules should be put in proper serial numbers by the Secretary.

Mr. Chairman : No, I think we would record a resolution or a motion that the rules as finalized in today's meeting were adopted, and enforced.

Mr. Hasan A. Shaikh : And they should be serially numbered.

Mr. Chairman : They would be serially numbered that is already provided in the rules.

...ll, before we adjourn, I think let me read out of the prorogation [illegible]

"In exercise of the powers conferred by Clause 1 of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on 31st January, 1988."

Sd/-
(Gen. Muhammad Zia-ul-Haq)
Presiddent

So, this House is prorogued sine die.

[The Senate Prorogued Since Die]